عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شوال ۱۴۲۸ھ
نومبر 2007ء

شمارہ ۱۰ جلد ۳۹/۱۱

چیف منسٹر پنجاب پرویز الٰہی توجّہ فرمائیں

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

خوابوں کی شرعی حیثیّت

حج کے فوائد و مصالح

قادیانی اور جمہور مسلمان

www.khatm-e-nubuwwat.com
E-mail: mahanamalolaak@yahoo.com

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان
شمارہ ۱۰ .... جلد ۳۹/۱۱

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید
منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
ناشر عزیز احمد — مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

محکمہ تعلیم اور قادیانی...... چیف منسٹر پرویز الٰہی توجہ فرمائیں	مولانا اللہ وسایا	3
چیف آف آرمی اسٹاف......توجہ فرمائیں	〃 〃	4

مقالات ومضامین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	مولانا مفتی محمد طیب سرگودھا	5
فلم ''خدا کے لئے'' پر پابندی عائد کی جائے	دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی	9
حضرت ربیع بن خیثمؒ	مولانا عبیداللہ اسعدی	13
خوابوں کی شرعی حیثیت (مقالہ خصوصی)	مولانا اللہ وسایا	19
حج کے فوائد ومصالح	علامہ سید سلیمان ندوی	30

ردقادیانیت

قادیانی اور جمہور مسلمان	علامہ اقبالؒ	35
مرزائیت کا چہرہ	اشتیاق احمد	48

متفرقات

مولانا کریم بخش علی پوریؒ سے وابستہ چند یادیں	مولانا اللہ وسایا	38
قاری محمد امجد مدنیؒ کی رحلت	〃 〃	47
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	49
صاحبزادہ طارق محمودؒ کی یاد میں	محمد ندیم	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

چیف منسٹر پنجاب جناب پرویز الٰہی توجہ فرمائیں!

محکمہ تعلیم پنجاب اور قادیانی

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب تحریک کے اکابر کے شانہ بشانہ شامل رہے اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ اس حوالہ سے ان کے جانشین جناب چوہدری شجاعت حسین ہوں یا چوہدری پرویز الٰہی، ہمارے دل میں ان کے لئے احترام کے جذبات ہیں۔ لیکن یہ بات بڑے دکھ سے کہنا پڑتی ہے کہ جب سے چوہدری پرویز الٰہی پنجاب کے چیف منسٹر بنے ہیں۔ مبینہ قادیانی ڈاکٹر مبشر امریکی اور ان کی قادیانی اہلیہ نے چوہدری پرویز الٰہی کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔

۱...... چوہدری پرویز الٰہی نے ڈاکٹر مبشر قادیانی کی قادیانی اہلیہ کو صوبائی مشیر تعلیم مقرر کیا۔

۲...... اونچی کھر ولیاں کا نام قادیانی مبشر ڈاکٹر کے آنجہانی سکہ بند قادیانی باپ کے نام پر اسلم پورہ رکھا۔

۳...... ڈاکٹرز ہسپتال لاہور کے شعبہ دل کا ڈاکٹر مبشر کو اعزازی سربراہ بنایا۔ جیسا کہ اس ہسپتال کی ویب سائٹ سے ظاہر ہے۔

۴...... اب ساتویں جماعت کے لئے ''پنجابی دی دوجی کتاب'' ترمیم شدہ، شائع کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کے ص ۳ پر ''ساڈے پیارے نبی ﷺ'' کا عنوان قائم کر کے غفران سید کے مضمون کو کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے متفقہ اجماعی عقیدہ کے خلاف خالصتہً قادیانی عقیدہ کی ترجمانی کی گئی۔ لکھا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی ولادت مبارک جب ہوئی۔ ''اس ویلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نوں وفات پائیاں پنج سوا کہتر ورے ہو چکے سن'' حالانکہ چودہ سو سال سے امت محمدیہ کا متفقہ طور پر یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ذیل کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

حافظ عسقلانیؒ (تلخیص الحبیر ج ۳ ص ۴۶۲، مطبوعہ مکہ روایت نمبر ۱۶۰۴) میں فرماتے ہیں۔ ''اما رفع عیسی فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ رفعہ ببدنہ حیا'' ﴿یعنی تمام محدثین اور مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی بدن کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔﴾

۲...... (تفسیر بحر المحیط ص ۴۷۳ ج ۲) پر ہے۔

''قال ابن عطیۃ واجمعت الامۃ علیٰ ماتضمنہ الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانہ ینزل فی آخر الزمان'' ﴿یعنی تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخیر زمانہ میں نازل ہوں گے۔ جیسا کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔﴾

۳...... (تفسیر النہر الماد ص ۴۷۳ ج ۲) پر ہے۔

’’واجتمعت الامة علیٰ ان عیسیٰ حی فی السماء وینزل الیٰ الارض‘‘ ﴿امت کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور زمین پر دوبارہ نازل ہوں گے۔﴾

۴..... امام ابوالحسن اشعری (کتاب الابانۃ عن اصول الادیانۃ ص۴۶) پر فرماتے ہیں۔

’’قال اللہ عزوجل یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وقال اللہ تعالیٰ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ واجمعت الامة علیٰ ان اللہ عزوجل رفع عیسیٰ الیٰ السماء‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے عیسیٰ علیہ السلام میں آپ کو پورا پورا لوں گا اور آپ کو اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا۔﴾

ان جیسی ہزاروں تصریحات کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے عقیدہ کا پنجاب محکمہ تعلیم کی نصابی کتاب میں درج ہو جانا، پورے پنجاب کی نئی پود کو قادیانیت کی گود میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ اب بھی ہم اس خوش فہمی میں مبتلاء ہیں کہ جناب پرویز الٰہی اس سے باخبر نہیں ہوں گے۔ لیکن ان کے اقتدار کی اوٹ میں قادیانی عقائد کی اشاعت قابل افسوس اور باعث تشویش ہے۔ اس کا نہ صرف مداوا ہونا چاہئے بلکہ ذمہ داران کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔ صوبائی سیکرٹری تعلیم اور صوبائی وزیر تعلیم کیا فرماتے اور کیا کرتے ہیں؟

چیف آف آرمی سٹاف اور وفاقی محکمہ تعلیم توجہ فرمائیں

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۶ راگست ۲۰۰۷ء میں فوجی فاؤنڈیشن پراجیکٹ، فاؤنڈیشن یونیورسٹی کی طرف سے داخلہ تعلیم کے لئے اشتہار شائع ہوا ہے۔ اس اشتہار میں معروف جنونی قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام غدار پاکستان کی تصویر دی گئی ہے اور نونہالان وطن کے لئے گویا اس کو آئیڈیل قرار دیا گیا ہے۔ یہ وہی عبدالسلام ہے جس نے پاکستان کے ایٹمی راز فاش کئے۔ پاکستان کے ایٹم بم کا ماڈل امریکہ کو دیا۔ جس نے پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ سے انحراف کرتے ہوئے پاکستان کو چھوڑ دیا۔ اس غدار کی تصویر فوجی فاؤنڈیشن کے تحت پراجیکٹ میں اس سے کیا سمجھا جائے کہ فوجی میں قادیانی ذہن کس طرح کام کر رہا ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف اس پر توجہ فرمائیں؟۔

چھبیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس

یہ پرچہ جب قارئین کے پاس پہنچے گا۔ ۲۶ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر یکم،۲ رنومبر ۲۰۰۷ء مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کی تیاریاں عروج پر ہوں گی۔ یہ کانفرنس جمعرات صبح دس بجے شروع ہو کر جمعہ عصر کی نماز پر اختتام پذیر ہوگی۔ موجودہ حالات میں کانفرنس کی اہمیت آپ پر واضح ہے۔ اس کانفرنس میں قارئین لولاک، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ اراکین کو نہ صرف شمولیت کی دعوت کی جاتی ہے۔ بلکہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے ہر قسم کے تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔ نیز دعاء بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو مثالی طور پر کامیاب اور بار آور فرمائیں اور ہر قسم کے فتنہ وفساد سے محفوظ رکھیں۔ امید ہے کہ جوق در جوق شرکت سے ممنون فرمائیں گے۔

الداعی: (مولانا صاحبزادہ) عزیز احمد خانقاہ سراجیہ
ناظم استقبالیہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ!

مولانا مفتی محمد طیب سرگودھا

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا۔ ام رومانؓ کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔ حضرت عائشہؓ بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینے میں پیدا ہوئیں۔ صدیق اکبرؓ کا کاشانہ وہ سعادت مند کاشانہ تھا جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے ضوفگن ہوئیں۔ اس بناء پر حضرت عائشہؓ ان برگزیدہ ہستیوں میں ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا، ان کو مسلمان پایا۔ حضرت عائشہؓ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا۔ وائل کی کنیت ابوقعیس تھی۔ وائل کے بھائی حضرت افلحؓ حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا کبھی کبھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں۔ رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آتا تھا۔ (بخاری)

تمام ازواج مطہرات میں یہ شرف صرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی کنواری بیوی تھیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئیں تھیں۔ لیکن جب حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیمؓ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی۔ بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ لیکن ابن مطعم نے خود اس بناء پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہؓ ان کے گھر آگئیں تو گھر میں اسلام کا قدم آجائے گا۔ بہر حال حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ سے عقد کر دیا۔ پانچ سو درہم مہر قرار پایا۔ یہ سن ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ چھ برس کی تھیں۔ یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا۔ حضرت عطیہؓ یہ واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آکر نکاح پڑھا دیا۔ حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی تب سمجھی کہ میرا نکاح ہوگیا ہے۔ اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ (طبقات ابن سعد)

نکاح کے بعد مکہ میں آنحضرت ﷺ کا قیام تین سال تک رہا۔ ۱۳ نبوی میں آپ ﷺ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے اور اہل وعیال کو مکہ میں چھوڑ آئے تھے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن اریقطؓ کو بھیجا کہ ام رومانؓ، اسماءؓ اور عائشہؓ کو لے آئیں۔ مدینہ میں آکر حضرت عائشہ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں۔ صحت ہوئی تو ام رومانؓ کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر نو سال کی تھی۔ سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومانؓ نے آواز دی۔ ان کو اس واقعہ کی خبر تک نہیں تھی۔ ماں کے پاس آئیں۔ انہوں نے منہ دھویا، بال درست کئے، گھر میں لے گئیں۔ انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں۔ یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر کے بعد خود آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ شوال میں نکاح ہوا تھا اور تین سال بعد شوال ہی میں رخصتی ہوئی۔

ا...... عرب میں منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے۔ اسی بناء پر جب حضرت خولہؓ

نے حضرت ابوبکرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟۔ عائشہؓ تو رسول اللہ ﷺ کی بھتیجی ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا انت اخ فی الاسلام تم تو میرے صرف مذہبی بھائی ہو۔

۲...... عرب میں شوال میں شادی نہیں کرتے تھے۔ زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طوفان آیا تھا۔ لیکن حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ میرا نکاح بھی شوال میں ہوا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی تھی۔ حضور ﷺ کی بیویوں سے کونسی مجھ سے نصیبہ ور اور حضور ﷺ کی محبوبہ تھی۔

غزوات میں غزوہ احد اور غزوہ بنی المصطلق میں حضرت عائشہؓ کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت انسؓ سے صحیح بخاری میں منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوہ مصطلق کہ ۵ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھیں۔ واپسی میں ان کا ہار کہیں ٹوٹ گیا۔ پورا قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا۔ تمام صحابہ کرامؓ پریشان تھے۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس اجازت سے سب لوگ خوش ہوئے۔ اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ اے آل ابوبکرؓ! تم لوگوں کے لئے سرمایہ برکت ہو۔

اسی معرکہ میں واقعہ افک پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل سے نقل کیا ہے۔ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ ہی لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ بہت بڑی بہتان پردازی ہے۔ اس واقعہ کے لئے الگ موضوع درکار ہے۔

ربیع الاول ۱۱ ہجری میں آنحضرت ﷺ نے دنیا سے سفر فرمایا۔ قبل ازیں تیرہ دن علیل رہے۔ جن میں آٹھ دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں اقامت فرمائی۔ خلق عظیم کی بناء پر ازواج مطہراتؓ سے صاف طور سے اجازت طلب نہیں فرمائی۔ بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر رہوں گا؟۔ دوسرا دن یعنی دوشنبہ حضرت عائشہؓ کے قیام فرمانے کا تھا۔ ازواج مطہراتؓ منشاء مبارک سمجھ گئیں۔ عرض کی کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ ضعف اس قدر زیادہ ہوگیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں سہارا دے کر بمشکل حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں لائے۔ بار بار غشی ہوتی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے کہ خواہ وہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ ﷺ زبان مبارک سے قرآن مجید کے یہ الفاظ ادا فرماتے تھے: مع الذین انعم اللہ علیہم اور کبھی یہ فرماتے تھے: اللھم الرفیق الاعلی! وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت مطلوب ہے۔

وفات سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰنؓ کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ حضور ﷺ نے مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہؓ سمجھیں کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے بھائی سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ ﷺ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فخریہ فرمایا کرتی تھیں کہ تمام بیویوں میں یہ شرف مجھ ہی کو حاصل ہے کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ ﷺ نے منہ میں لگایا۔

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتاً بدن کا بوجھ محسوس ہوا۔ دیکھا تو آنکھیں رفیق اعلیٰ کی طرف محو ہو چکی تھیں اور روح پاک عالم قدس میں پرواز کر گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ

نے آہستہ سے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔ حضرت عائشہؓ کے باب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آنحضرت ﷺ کی آخری آرام گاہ بننا نصیب ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہؓ کے لئے سایۂ شفقت بھی باقی نہ رہا۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کی جس قدر دل جوئی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ ابن خطابؓ نے آنحضرت ﷺ کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے۔ (مستدرک حاکم)

حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت کے آخر میں ۵۸ ہجری میں حضرت عائشہؓ نے رحلت فرمائی۔ اس وقت سڑسٹھ برس کا سن تھا اور وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت مدفون ہوئیں۔ قاسم بن محمدؒ، عبداللہ بن عبدالرحمنؒ، عبداللہ بن ابی عتیقؒ، عروہ بن زبیرؒ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے قبر میں اتارا۔ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ مروان بن حکیم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت عائشہؓ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کی کنیت ام عبداللہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کی نسبت سے تھی۔ جن کو انہوں نے متبنّٰی بنایا ہوا تھا۔

ان کا علمی مقام بہت اونچا تھا۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ: ''ما اشکل علینا اصحٰب محمد قط فسألنا عائشة الا وجدنا عندنا منه علماً'' ﴿ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کو ہم نے عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔﴾

امام زہریؒ جو سرخیل تابعین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ''کانت عائشةؓ اعلم الناس یسئلها الاکابر من اصحٰب رسول اللہ ﷺ'' ﴿عائشہؓ تمام لوگوں میں زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہؓ ان سے پوچھا کرتے تھے۔﴾

عروہ بن زبیرؒ کا قول ہے کہ: ''ما رأیت احداً اعلم بالقرآن ولا بفریضةٍ ولا بحلال ولا بفقهٍ ولا بشعرٍ ولا بطبٍ ولا بحدیث العرب ولا نسب من عائشةؓ'' ﴿قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔﴾

امام زہریؒ کی ایک شہادت: ''لو جمع علم الناس کلهم ثم علم ازواج النبی فکانت عائشةؓ وسعهم علماً'' ﴿اگر تمام لوگوں کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا۔﴾

حضرت عائشہؓ کا شمار مجتہدین صحابہؓ میں ہے اور اس حیثیت سے وہ اس قدر بلند ہیں کہ ان کا نام حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے ساتھ لیا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں فتوٰی دیتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ مکثرین صحابہؓ میں داخل ہیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں ۲۸۴ احادیثوں پر شیخین نے اتفاق کیا ہے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی ان سے منقول ہیں۔ علم کلام کے متعدد مسائل ان سے منقول ہیں۔

چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیاء، معراج، ترتیب خلافت اور سماع موتی وغیرہ کے متعلق انہوں

نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ ان میں ان کی دقت نظر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ میں کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحیں کی ہیں۔

تاریخ عرب کے علم میں وہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔ عرب جاہلیت کے حالات، ان کے رسم ورواج، ان کے انساب اوران کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان فرمائی ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔ اسلامی تاریخ کے متعلق بھی بہت سے اہم واقعات ان سے منقول ہیں۔ ادبی حیثیت سے وہ نہایت شریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔ ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل کیا ہے ''مارأیت افصح من عائشۃ'' ﴿میں نے عائشہؓ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔﴾

اگرچہ احادیث میں روایت بالمعنیٰ کا عام طور پر رواج ہے اور روایت باللفظ بہت کم ہوتی ہے۔ تاہم جہاں حضرت عائشہؓ کے الفاظ اصلی محفوظ رہ گئے ہیں۔ پوری حدیث میں جان پڑ گئی ہے۔ مثلاً آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں کہ: ''فمارأی رویاً الاجأت مثل فلق الصبح'' ﴿آپ جو خواب دیکھتے تھے سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔﴾

آپ ﷺ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبیں مبارک پر پسینہ آجاتا تھا۔ اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں: ''مثل الجمان'' ﴿پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے۔﴾

صحیح بخاری میں ان کے ذریعہ سے ام ذرع کا جو قصہ مذکور ہے۔ وہ جان ادب ہے اور اہل ادب نے اس کی فصل شرحیں اور حاشئے لکھے ہیں۔

خطابت کے اعتبار سے بھی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا تمام صحابہ کرامؓ میں ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہؓ کو شعر نہیں کہتی تھیں۔ تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ جو عرب کے مسلم شاعر ہیں۔ ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو کعب بن مالکؓ کا پورا قصیدہ یاد تھا۔ اس قصیدہ میں کم وبیش چالیس اشعار تھے۔

سخاوت ان میں بہت زیادہ تھی۔ غلاموں کو خرید کر آزاد کرتی تھیں۔ ان کے آزار کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی خدمت میں تین لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ خود روزہ سے تھیں۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا! پہلے کیوں نہ یاد دلایا۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جوان کے بھانجے اور متنبی تھے۔ ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئیں اور قسم کھالی کہ ان سے بات نہ کریں گی۔ چنانچہ ابن زبیرؓ مدت تک معتوب رہے اور بڑی مشکل سے ان کا غصہ فرو ہوا۔

حضرت عائشہؓ نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں۔ چاشت کی نماز برابر پڑھتیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں۔

فلم خدا کیلئے پر پابندی عائد کی جائے

دارالافتاء بنوری ٹاؤن کراچی

انڈیا میں بھی ان مسلمانوں کی تعداد کروڑوں پر مشتمل ہے جنہوں نے اس فلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیا ہے اور بالآخر دینی حلقوں کے شدید احتجاج پر اس فلم کے اجازت نامے کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھری ہوئی مشاہدہ کیا گیا۔ نہایت شرم کی بات ہے کہ ہندوستان ایک سیکولر اور ہندو اسٹیٹ ہے۔ انہوں نے اس فلم پر پابندی لگادی اور اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے اس ملک پاکستان میں اس توہین اسلام فلم کی نمائش جاری ہے۔ صد افسوس ہے۔ ہم جہاں تمام متعلقہ عناصر سے یہ شدید ترین مطالبہ کرتے ہیں کہ دین کو کھیل تماشہ سمجھنے والے اس عمل کو ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر ختم کیا جائے۔ فلم خدا کیلئے کا اجازت نامہ منسوخ کیا جائے اور آئندہ کے لئے قانوناً شعائر اسلام کی فلم سازی کو ناجائز قرار دیا جائے۔ فلم خدا کیلئے کی حرمت پر مفتیان امت نے واضح فتویٰ دیا ہے۔ قرآن وحدیث جو قیامت تک کے لئے مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں میں اس فتنے کی نشاندہی کی گئی ہے اور امت کو اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو اسے قیامت تک پیش آنے والے ہیں۔

علمائے کرام سے استدعا

مغرب زدہ طبقات کے بعض افراد اگر دین کی روح سے ناآشنا ہیں تو یہ یہ اتنی تعجب خیز بات نہیں۔ لیکن اگر حاملین دین حقیقت ناشناسی کا ثبوت پیش کریں تو اس پر جتنا صدمہ ظاہر کیا جائے کم ہے۔ فلم خدا کیلئے یہ توہین شعائر اللہ ہے۔ ہم علمائے دین' خطباء' آئمہ' مدرسین' دینی جماعتوں کے قائدین اور دینی غیرت رکھنے والے تمام افراد سے خواہ ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ خدا کے نام پر' دین کے نام پر اور ان کی اپنی نجات کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ شعائر اللہ کی توہین کے اس لامتناہی سلسلے کو بند کرائیں۔ چونکہ یہ فلم پاکستان کے مختلف شہروں میں چلائی جارہی ہے۔ ان شہروں کے علمائے کرام دینی جماعتیں اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور اسی کے ساتھ ان احباب سے جو اس فلم کے موجد ہیں اور نمائش کررہے ہیں یہ استدعا بھی کرتا ہوں اور انہیں یاد دلاتا ہوں کہ اب تک جس کسی نے دین کو لہو ولعب یا بدرجہ ادنیٰ مال تجارت بنایا ہے خدا کے غضب سے اسے کوئی بھی قوت نہیں بچا سکی ہے۔ اس سلسلہ کو بند ہونا چاہئے اور بلاتاخیر بند ہونا چاہئے۔ فلم خدا کے لئے کو جاری رکھنا کوئی جواز نہیں۔ فلم ''خدا کیلئے'' کے لئے تفصیلاً فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

فلم خدا کیلئے کے متعلق مفتیان عظام کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حال ہی میں پاکستان کے معروف ہدایتکار شعیب منصور نے ''خدا کے لئے'' کے نام سے ایک فلم بنائی ہے جو ریلیز ہوگئی ہے۔ فلم کی ویب سائٹ میں شعیب منصور کے بیان کے مطابق فلم بنانے کا محرک جنید جمشید کو موسیقی کو حرام دے کر چھوڑ دینے پر شعیب منصور کا

صدمہ ہے۔اس فلم میں موسیقی، مصوری کو جائز وحلال قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔شعیب منصور کے الفاظ یہ ہیں:
’’میں اس بات پر کبھی بھی یقین نہیں کرسکتا کہ اﷲ دنیا میں اپنی ہی عطاء کردہ خوبصورت چیزوں سے نفرت کرے گا۔ یعنی موسیقی ومصوری۔ نیز اس فلم میں شعائر اسلام اور ضروریات دین پردہ، داڑھی اور اسلامی وضع قطع کا مذاق اڑایا گیا ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس فلم کے بنانے والوں، تعاون وتشہیر کرنے والوں اور دیکھنے والوں کا کیا حکم ہے؟ سائل ہارون مجید (سرحد)‘‘

الجواب باسم ملهم الصواب: واضح رہے کہ علمائے امت، فقہائے کرام اور محدثین عظام، متکلمین وارباب حقائق سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین اسلام سے وہ احکام جن کی قطعیت اور معانی مقصودہ علماً وعملاً، توارثاً وتواتراً مسلم چلے آرہے ہیں۔وہ شریعت کی اصطلاح میں ضروریات دین کہلاتے ہیں۔جس طرح ان کا انکار کفر ہے۔ٹھیک اسی طرح ان میں تاویل کرنا بھی کفر ہے اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانا بھی دائرہ اسلام سے خارج کردیتا ہے۔

اس وجہ سے اہل مغرب مسلمانوں کے دلوں سے ضروریات دین اور شعائر اسلام کی عظمت کم سے کم کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں۔ چنانچہ کبھی تو قرآن عظیم کی بے حرمتی کے مرتکب ہوتے ہیں تو کبھی حضور سرور کائناتﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہیں اور گستاخی کرنے والوں کو مختلف اعزازات سے نواز کر مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرتے ہیں۔ چونکہ موجودہ دور میں میڈیا مکمل طور پر اہل مغرب کے قبضہ میں ہے اور وہ اس کے ذریعہ مسلمانوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں۔جن سے متاثر ہوکر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے دلوں میں ضروریات دین اور اسلامی شعائر کی قدر وقیمت کم ہوتی جارہی ہے جو کہ ان کو الحاد وزندقہ میں مبتلا کررہی ہے۔

اس سلسلے کی ایک کڑی حال میں آنے والی سوال میں مذکورہ فلم ’’خدا کیلئے‘‘ بھی ہے۔جس مین شعائر اسلام ضروریات دین مثلاً جہاد، پردہ اسلامی رہن سہن، داڑھی، پگڑی وغیرہ کا مذاق اڑایا گیا ہے اور موسیقی، مصوری جیسے حرام وناجائز امور کو حلال وجائز ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔شعیب منصور نے فلم کے تعارف پر مبنی ویب سائٹ میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔9/11 کے واقعہ کے حوالے سے مغربی ردعمل نے سخت نظریے کو مزید مضبوط کردیا اور اسلام کی روح کو جس جدیدیت کی ضرورت تھی وہ مزید مشکل ہوگئی۔اس (جنید جمشید) نے موسیقی چھوڑنے کا اعلان کیا تھا۔کیونکہ اس حوالے سے وہ قائل ہوچکا تھا کہ ’’موسیقی حرام ہے‘‘ مجھے اس خبر نے شدید صدمہ پہنچایا۔میں اس بات پر کبھی یقین نہیں کرسکتا کہ اﷲ دنیا میں اپنی ہی عطاء کردہ خوبصورت چیزوں سے نفرت کرے گا۔یعنی موسیقی اور مصوری میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جنید جمشید جیسے کنفیوژ آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے چاہنے والے ہزاروں نوجوانوں کو گمراہ کرے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس نقصان کا مداوا اور ازالہ کروں جو وہ اس معاشرے کو پہنچا چکا ہے۔ پہلے ہی ملک بنیاد پرستی کے اثرات کے سبب سسک رہا ہے۔ مجھے اس حوالے سے کوئی ابہام نہیں بجائے اس کے کہ آج کے موجودہ وقت کو ہم چودہ صدیاں پیچھے لے جائیں۔ہم اس کو آج کے زمانے میں لے آئیں۔اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ ہم اسلام کو آج کے زمانے کے لحاظ

سے قابل عمل بنادیں۔

موسیقی ومصوری ومجسمہ سازی کی حرمت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے مسلم طور پر ثابت ہے ارشاد ربانی ہے:''ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهین (لقمان:٦)''﴿بعض لوگ ایسے ہیں جوان باتوں کے خریدار ہیں جواللہ سے غافل کرنے والی ہیں تاکہ بے سمجھے بوجھے اللہ کی راہ سے بھٹکائیں اوراس راہ کی ہنسی اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔﴾''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ''لهو الحدیث'' کی تشریح میں فرماتے ہیں:''هو والله الغناء (السنن الکبری للبیهقی ١/٢٢٣)''اورابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:''هو الغناء واشباهه (السنن الکبریٰ للبیهقی ١/٢٢٣)''یعنی لہولعب اور حضورﷺ کا ارشادگرامی ہے:''لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحرو الحریر والخمر والمعازف (صحیح بخاری ج٢ ص٨٣٧)''﴿عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جوزنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔﴾

نیز تصویر سازی سے متعلق ارشادنبی ہے۔''ان اشد الناس عذابا عند الله المصوروون (صحیح بخاری ج٢ ص٨٨٠)''﴿بے شک اللہ کے ہاں شدید ترین عذاب تصویر بنانے والوں کا ہوگا۔﴾

جب موسیقی اور مصوری کی حرمت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔اس لئے فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ان کو بلاتاویل حلال سمجھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

''وقد قال صاحب الهدایة ان المغنی للناس انما لا تقبل شهادته لا نه یجمعهم علی کبیرة والقرطبی علی ان هذا الغناء وضرب القضیب والرقص حرام، بالاجماع عند مالك وابی حنیفة والشافعی واحمد فی مواضع من کتاب وسید الطائفة شیخ احمد بسوی صرح بحرمة ورایت فتویٰ شیخ الاسلام سید جلال الملة والدین الکیلانیؒ ان مستحل هذا الرقص کافر ولما علم ان حرمة بالاجماع لزم ان یکفر مستحله (٦/٣٤٩)''

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:''ومن اعتقد الحرام حلالا اوعلیٰ القلب یکفر (٢/٢٧٢)''

اللہ تعالیٰ اور رسول کریمﷺ کے مذکورہ بالا فرامین میں غور کریں اور قلمساز کے اس پیراگراف کو غور سے پڑھیں کہ:''میں اس بات پر کبھی بھی یقین نہیں کرسکتا کہ اللہ دنیا میں اپنی ہی عطاء کردہ دوخوبصورت ترین چیزوں سے نفرت کرے گا۔یعنی موسیقی اور مصوری۔''

گویا کہ اللہ تعالیٰ کی پسند یقیناً اس شخص کی پسند ہے اور قرآن وحدیث میں جو کچھ وارد ہے وہ سب غلط ہے۔نعوذ باللہ! صحیح وہ ہے جو اس کی عقل فاسد میں آتا ہے۔نیز قلمساز کے اس پیراگراف کو بھی پڑھیں۔جس سے اس کے اسلام پر تیرونشتر چلانے کے عزم کا اظہار ہوتا ہے جو کہ یہ ہے:''مجھے اس حوالے سے کوئی ابہام نہیں بجائے اس کے کہ آج کے موجودہ وقت کو ہم چودہ صدیاں پیچھے لے جائیں۔ہم اسلام کو آج کے زمانے میں لے آئیں۔

اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ اپنے چاہنے والے ہزاروں نوجوانوں کو گمراہ کرے۔“

اس میں اسلام کو اپنی منشاء کے مطابق ڈھالنے کی تجویز ہے۔ تا کہ خود کو اسلام کے مطابق بناتا ہے۔ مزید پیراگراف بھی قابل غور ہے کہ: ”میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جنید جمشید جیسے کنفیوژ ڈ آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے چاہنے والے ہزاروں نوجوانوں کو گمراہ کرے۔“

گمراہی کے راستے کو ہدایت اور ہدایت کے راستے کو گمراہی قرار دیا جارہا ہے اور یہی اس فلم کا مقصد ہے کہ ہدایت کے نام پر گمراہی، فسق وفجور، فحاشی وعریانی اور اعتقادی بے راہ روی کو عام کیا جائے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں مذکورہ فلم کے ہدایتکار، اداکار اور دیگر وہ تمام افراد جو اس فلم کے بنانے اور تشہیر کرنے میں کسی بھی سطح پر معاون ہوں۔ ان سب پر لازم ہے کہ وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں۔ ان کا یہ فعل انتہائی گمراہی اور بے دینی ہے۔ جس سے ایمان کے سلب ہوکر زمرۂ کفار میں داخل ہونے کا سخت خطرہ ہے۔ عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسی فلموں کا خصوصی طور پر بائیکاٹ کریں تا کہ سادہ لوح عوام کا ایمان واسلام محفوظ رہے اور ہر شخص اپنی سطح پر قانونی دائرے میں رہتے ہوئے اس فلم پر پابندی لگوانے کی مقدور بھر کوشش کرے اور اس کے دیکھنے سے قطعی احتراز کرے۔ اس کا دیکھنا بھی بدترین گناہ ہے۔ اس سے خود بچنا اور دوسرے مسلمانوں کو بچانا ہی اسلام وایمان کا تقاضہ ہے۔ فقط: واللہ اعلم!

نوٹ: نہایت شرم کا مقام ہے کہ انڈیا سیکولر اور ہندو اسٹیٹ ہے۔ انہوں نے اس فلم پر پابندی لگا دی اور اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک اور پاکستان کا مطلب کیا لا الـــــہ الا اللہ! میں اس گندہ فلم کی نمائش جاری ہے۔ صد افسوس! (بحوالہ روزنامہ اسلام 17 رجب 1428ھ)

خالد محمود! المتخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

نوٹ: اس فتویٰ پر کراچی کے تمام اہم دینی مدارس کے مفتی صاحبان کے دستخط موجود ہیں۔

منظر رمضان المبارک کا

ہر سال لگتا ہے میلہ بہار ایمان کا
کس قدر دلنشین ہوتا ہے منظر رمضان المبارک کا

عبادتوں کا نور ہے ذکر کا سرور ہے
عشق میں ڈوبا ہوا ہے دل ہر مسلمان کا

انسان کو بہکانے کی چھوٹ ہے اس کو سال بھر
اس ماہ چلتا نہیں ہے بس شیطان کا

دیکھ کر بندگی کے رنگ ونور کا یہ سماں
ہوجاتا ہے گداز ہر انسان کا

اپنی بخشش نہ کرا پائے جو اس ماہ میں
لے جائزہ پھر وہ اپنے ایمان کا

دعا مغفرت کی مانگتے رہنا چاہئے سب کو
در کھلا رہتا ہے رب کے فیضان کا

پالیا ہے یہ رمضان المبارک پھر ملے نہ ملے
شکر لازم ہے حامد مالک کے احسان کا

حضرت ربیع بن خثیمؒ!

مولانا عبیداللہ الاسعدی

ہلال بن اساف جو متقدمین اور اکابر تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے اپنے مہمان حضرت منذر ثوریؒ جو کہ کم عمر چھوٹے درجہ کے تابعین میں سے تھے۔ ان سے کہا:

''کیا میں آپ کو شیخ کے پاس نہ لے چلوں کہ تھوڑی دیر ہم ایمان کی فضا میں رہیں؟۔''

منذر نے کہا: جی ہاں کیوں نہیں میں تو آپ کے شیخ حضرت ربیع بن خثیمؒ سے ملنے کے لئے ہی کوفہ آیا ہوں اور یہ شوق لے کر کہ اپنی زندگی کا معمولی سا وقت سہی ان کے ایمان کے زیر سایہ گذاروں۔ ان کی ایمانی باتوں میں اور ان کے ایمان کی نورانی فضاؤں اور چھاؤں میں۔

لیکن یہ تو بتایئے کہ کیا آپ نے ان سے ہمارے لئے اجازت بھی لی ہے؟۔ اس لئے کہ مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ جب سے ان پر فالج کا اثر ہوگیا ہے۔ بس وہ اپنے گھر کے ہوکر رہ گئے ہیں اور عبادت میں ہی مصروف رہا کرتے ہیں۔ لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ہے۔

ہلال نے کہا کہ ان کا حال تو اس وقت سے یہی چلا آرہا ہے۔ جب سے کہ اہل کوفہ نے ان کو جانا ہے۔ مرض نے ان کے مزاج و معمول پر کوئی اثر نہیں ڈالا ہے۔

یہ سن کر منذر نے کہا: چلئے پھر تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں ایک بات ہے کہ ان مشائخ کے مزاج بڑے نازک ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ بتایئے کہ ہمیں خود شیخ سے سوال کرنا ہوگا تاکہ ان سے استفادہ کرسکیں۔ اپنی ضرورت و خواہش کے مطابق یا یہ کہ خاموش رہ کر ان کی ہی باتیں سننی ہوں گی۔

ہلال نے کہا: ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر مکمل ایک سال تک ان کے پاس بیٹھے رہیں تو وہ خود سے کچھ نہ فرمائیں گے۔ جب تک کہ آپ خود کچھ نہ کہیں یا از خود ان سے کوئی سوال کریں۔ کیونکہ انہوں نے اپنا کلام صرف ذکر الٰہی کو بنا رکھا ہے اور اپنی خاموشی کو فکر بنا رکھا ہے۔

منذر نے کہا: خیر چلئے اللہ کا نام لے کر چلتے ہیں۔ پھر دونوں چلے اور شیخ کی خدمت میں پہنچے اور ان کو سلام کیا اور دریافت کیا کہ شیخ کی صبح کیسی ہوئی؟۔

انہوں نے فرمایا: ''ضعف و گناہ کے حال میں اپنا رزق کھا رہا ہوں اور موت کا منتظر ہوں۔''

ہلال نے ان سے کہا: ''کوفہ میں ایک حاذق طبیب آیا ہوا ہے اگر آپ فرمائیں تو آپ کے لئے اس کو بلالاؤں؟۔''

انہوں نے فرمایا: ''اے ہلال مجھے خوب معلوم ہے کہ دوا حق ہے۔ لیکن میں نے عاد و ثمود اور دوسری بہت سی قوموں کے حالات پر نظر ڈالی۔ دنیا پر ان کی حرص اور دنیاوی ساز و سامان کی رغبت و لالچ دیکھی۔ وہ ہم سے کہیں زیادہ مضبوط اور طاقت ور اور قوت والے بھی تھے اور ان میں معالج اور بیمار بھی تھے۔ لیکن نہ مریض رہا نہ طبیب۔''

پھر انہوں نے ایک گہری سانس لی اور فرمایا: ’’اگر یہ مرض ہوتا تو ہم اس کی دوا کر لیتے۔‘‘
یہ سن کر منذر نے ان سے اجازت لے کر سوال کیا۔ ’’حضرت پھر آخر مرض کیا ہے؟۔‘‘
انہوں نے فرمایا: ’’مرض تو گناہ ہیں۔‘‘
منذر نے کہا: ’’اور دوا کیا ہے؟۔‘‘
انہوں نے فرمایا: ’’دوا ان سے معافی ہے۔‘‘
منذر نے کہا: ’’اس مرض سے شفا کیسے ہوگی؟۔‘‘
انہوں نے فرمایا: ’’یوں کہ توبہ کر لو اور پھر پلٹ کر وہ کام نہ کرو۔‘‘
پھر ہم پر نظریں گاڑ دیں اور فرمایا: ’’باطن کی فکر کرو، باطن لوگوں سے تو چھپا رہتا ہے۔ لیکن اللہ کے لئے وہ ظاہر ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی دوا تلاش کرو۔‘‘
منذر نے عرض کیا: ’’اس کی دوا کیا ہے؟۔‘‘
شیخ نے فرمایا: ’’سچی و پکی توبہ۔‘‘
پھر رو دیئے حتیٰ کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی۔ یہ دیکھ کر منذر نے ان سے کہا: ’’حضرت آپ روتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے آپ کو زہد و صلاح اور عبادت سے نوازا ہے۔‘‘
انہوں نے فرمایا: ’’افسوس، میں کیوں نہ روؤں؟۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کے مقابلے میں ہم لوگ چور ہیں۔‘‘ (یعنی حضرات صحابہؓ)
ہلال کا بیان ہے کہ ہم لوگ شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہی تھے کہ ان کا بچہ آیا اور سلام کرنے کے بعد اس نے کہا، ابا جان، امی نے آپ کے لئے بڑا اچھا حلوہ تیار کیا ہے اور ان کا جی چاہتا ہے کہ آپ اس میں سے تھوڑا سا کھالیں۔ تو کیا میں لے آؤں؟۔ انہوں نے کہا لے آؤ۔ جب بچہ اسے لینے کے لئے گیا تو دروازے پر ایک سائل آ پہنچا۔ انہوں نے فرمایا اس کو اندر بلاؤ۔ وہ اندر آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی ہے۔ کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ رال ٹھڈی پر بہ رہی تھی اور چہرے سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ پاگل ہے۔ میں نے جیسے ہی اس سے نگاہ ہٹائی تو دیکھا کہ بچہ حلوہ کی پلیٹ لے کر آ گیا ہے۔ شیخ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ پلیٹ سائل کے سامنے رکھ دو۔ بچے نے پلیٹ اس کے سامنے رکھ دی اور وہ پاگل فوراً اس پر جٹ گیا اور جلدی جلدی اس کو نگل گیا۔ حالانکہ لعاب بہتا جا رہا تھا۔ آخر اس نے پلیٹ صاف کر دی۔ بچے نے شیخ سے کہا۔ ’’ابا جان اللہ آپ کے حال پر رحم کرے امی جان نے تو اتنی محنت سے آپ کے لئے حلوہ بنایا اور ہماری خواہش تھی کہ آپ اسے کھالیں اور آپ نے اس آدمی کو کھلا دیا۔ جسے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ اس نے کیا کھایا ہے۔‘‘
شیخ نے فرمایا: ’’بیٹے اگر اسے نہیں معلوم تو اللہ کو تو معلوم ہے؟۔‘‘ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے:
’’تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے۔‘‘
اسی درمیان شیخ کے ایک عزیز حاضر خدمت ہوئے وار انہون نے کہا اے ابویزید، حضرت حسین بن علیؓ

شہید کر دیئے گئے۔

شیخ نے فرمایا: انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! پھر یہ آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے:

’’آپ کہئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے، باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ فرمائیں گے۔ جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔‘‘

اس آدمی کا دل ان کی اس بات سے نہیں بھرا اور اس نے کہا۔ ان کے قتل کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: میرا تو کہنا ہے کہ سب کو اللہ کے پاس جا کر حساب دینا ہے۔

ہلال کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ظہر کا وقت قریب آ چکا ہے تو میں نے شیخ سے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرما دیجئے۔

انہوں نے فرمایا: ’’اے ہلال لوگوں کی بکثرت تعریف کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا کہ لوگ تو صرف تمہارے ظاہر کو جانتے ہیں اور یاد رکھو کہ تم کو اپنے عمل کا سامنا کرنا ہوگا اور جو عمل غیر اللہ کے لئے کیا جائے وہ ضائع جاتا ہے۔‘‘

پھر منذر نے عرض کیا: ’’اللہ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ مجھے بھی کچھ وصیت فرما دیجئے۔‘‘

انہوں نے فرمایا: ’’اے منذر جس قدر تمہیں علم ہے اللہ سے ڈرو اور جن چیزوں کا تم کو علم نہیں دیا گیا ان کو اس کے عالم کے سپرد کر دو۔‘‘

اے منذر کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور پھر توبہ نہ کرے اور اس کی بات جھوٹ ثابت ہو۔ بلکہ یوں کہا کرے کہ اے اللہ مجھ کو توبہ کی توفیق عطاء فرما تو یہ دعاء ہوگی۔

’’اے منذر یاد رکھو کہ بھلائی تو صرف لا الہ الا اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنے میں ہے اور نیکی کا سوال کرنے اور برائی سے پناہ مانگنے میں ہے اور نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں ہے اور آخری بات یہ کہ کلام پاک کی تلاوت میں ہے۔‘‘

منذر نے ان کے یہ قیمتی مخلصانہ نصائح سن کر عرض کیا۔ ’’ہم کو آپ کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا۔ مگر ہم نے آپ کو کوئی شعر پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ حالانکہ ہم نے آپ جیسے بہت سے حضرات کو دیکھا ہے کہ وہ اشعار پڑھا کرتے ہیں۔‘‘

انہوں نے فرمایا: ’’تم یہاں جو کچھ کہہ رہے ہو سب وہاں یعنی آخرت کے لئے لکھا جا رہا ہے اور وہاں تم کو پڑھ کر سنایا بھی جائے گا۔‘‘

اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرے نامۂ اعمال میں کوئی شعر لکھا ہو جو محشر میں حساب کے موقع پر مجھے پڑھ کر سنایا جائے۔

پھر ہم سب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ’’موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ اس لئے کہ وہ اگرچہ تمہاری نگاہوں سے مخفی ہے اور اس کی آمد کے وقت و حال کا تم کو علم نہیں۔ مگر اس کا انتظار تو ہے اور جب کسی چیز کی غیر

حاضری بہت لمبی ہو تو اس کا آنا جلد ہی ہوتا ہے اور اس کے اہل و متعلقین اس کے منتظر رہتے ہیں۔''

یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور انہوں نے فرمایا: ''ہم لوگ کل کیا کریں گے؟ جب کہ زمین کو کوٹ کر چور چور کر دیا جائے گا اور ہمارا رب اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے۔ جہنم کو سامنے لا کھڑا کیا جائے گا۔''

ہلال کہتے ہیں۔ حضرت ربیعؒ نے جیسے ہی اپنی بات پوری فرمائی، ظہر کی اذان ہوگئی تو انہوں نے بچے کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''چلو اللہ کے داعی کی پکار پر چلیں۔''

ان کے بیٹے نے ہم لوگوں سے کہا۔ ''شیخ کو مسجد تک پہنچانے میں ہماری مدد کیجئے۔ اللہ آپ حضرات کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ تو ہم نے ان کو اٹھایا اس طور پر کہ ان کا داہنا ہاتھ ان کے لڑکے کے کندھے پر تھا اور بایاں میرے کندھے پر تھا اور وہ ہم دونوں کے درمیان جھولتے رہے۔ ان کے دونوں پیر زمین سے لگ کر نشان بناتے چل رہے تھے۔''

منذر نے ان سے عرض کیا۔ ''اے ابو یزید، اللہ نے تو آپ کو رخصت عطاء فرما رکھی ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں ہی کیوں نہیں نماز ادا کر لیتے۔''

انہوں نے فرمایا تمہارا کہنا صحیح ہے۔ لیکن کیا کروں کہ مؤذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے (یعنی کامیابی کی طرف بلاتے ہوئے) سنتا ہوں اور جب کوئی کامیابی کی طرف آواز لگا رہا ہو اور اس کی طرف بلا رہا ہو تو سننے والے کو اس آواز پر لبیک کہنا چاہئے۔ اگرچہ اس کے لئے ہاتھ و پیٹ سے گھسٹ کر چلنا پڑے۔

یہ ربیع بن خیثمؒ جن کے یہ عظیم حالات اور بلند باتیں آپ کے سامنے آئیں۔ یہ کون تھے؟

یہ ممتاز تابعین میں سے تھے اور اپنے زمانے کے ان آٹھ اشخاص میں سے تھے۔ جن پر زہد ختم سمجھا جاتا تھا۔ عربی الاصل اور خاندان مضر سے تعلق رکھنے والے تھے جو حضور ﷺ کا بھی خاندان ہے۔ ان کا نسب حضور ﷺ کے نسب سے حضور ﷺ کے اجداد الیاس و مضر پر ملتا ہے۔

بچپن سے ہی اللہ کی عبادت و اطاعت پر لگے رہے اور تقویٰ کا اہتمام کرتے رہے اور اسی حال میں بچپن گذرا اور پروان چڑھے۔

ان کی والدہ رات کو سوتیں۔ جب ان کی آنکھ کھلتی تو دیکھتیں ان کا نوخیز بیٹا جو ابھی بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے۔ گھر میں جس مقام کو عبادت و نماز کے لئے تجویز کیا ہے شروع رات سے وہیں کھڑا ہے۔ نماز میں منہمک اور اپنی مناجات اور تسبیحات میں مصروف ہے۔ وہ ان کو آواز دے کر کہتیں۔

''بیٹے ربیع تم سوؤ گے نہیں۔''

تو وہ کہتے اس شخص کو کیسے نیند آسکتی ہے جس کو رات نے آلیا ہو اور اسے صبح مقدمہ کے فریق کا سامنا کرنے کا خدشہ ہو؟۔

یہ سن کر بوڑھی ماں کے رخساروں پر آنسو ڈھلک آتے اور وہ ان کے لئے دعاء میں مصروف ہو جاتیں۔

جب ربیعؒ جوان ہوئے تو ان کے ساتھ ان کا زہد وتقویٰ بھی جوان ہوگیا اور ان کے جسم کی نشو ونما کے ساتھ ان کے اندر اللہ کے خوف وخشیت کو بھی ترقی وپختگی حاصل ہوتی رہی۔

حتیٰ کہ رات کی تاریکیوں میں جب کہ سارے لوگ سونے میں مصروف ہوتے ان کی آہ وزاری اور رونا وبلبلاہٹ ان کی والدہ کی نیند اڑا دیتی اور ان کو اپنے لڑکے کی اس کیفیت کی وجہ سے طرح طرح کے وساوس ہونے لگتے۔ آخر ایک دن بے چین ہوکر ان کو آواز دی اور کہا۔

’’بیٹے تجھ کو کیا ہوگیا ہے؟۔ کیا تم نے کوئی جرم کیا ہے، یا کسی کو قتل کیا ہے؟۔‘‘

انہوں نے کہا:’’جی ہاں میں نے ایک جان کو مار دیا ہے۔‘‘

انہوں نے تڑپ کر کہا:’’ بیٹے وہ مقتول کون ہے؟۔ بتاؤ کہ ہم کچھ لوگوں کو متعین کریں جو اس کے اہل خاندان سے گفتگو کریں۔ شاید کہ وہ لوگ معاف کردیں۔‘‘

’’بخدا مجھے یقین ہے کہ اگر مقتول کے اہل خاندان کو تمہارے رات کے رونے اور جاگنے اور بلبلانے کی خبر ہوجائے تو وہ لوگ تم پر ضرور ترس کھائیں گے۔‘‘

انہوں نے کہا:’’امی جان کسی سے کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اپنی جان کو گناہوں کے ذریعہ موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔‘‘

حضرت ربیعؒ نے حضور اکرم ﷺ کے مشہور صحابی ومصاحب اور اپنی سیرت وکردار میں حضور ﷺ سے بہت زیادہ ملنے والے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے خصوصی کسب فیض کیا اور انہوں نے اپنے استاد سے وہی تعلق رکھا جو ایک بچے کو اپنی ماں سے ہوتا ہے اور خود ان کے استاد کو بھی ان سے وہی محبت تھی جو ایک باپ کو اپنی اکیلی اولاد سے ہوتی ہے۔

ربیعؒ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس بغیر اجازت طلب کئے آتے جاتے تھے اور یہ جب تک حضرت ابن مسعودؓ کے پاس رہتے تھے کسی دوسرے کو حاضری کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

حضرت ابن مسعودؓ ان کے حالات، صفائی قلب، اخلاص، حسن عبادت وغیرہ کو دیکھ کر اس پر رنج کیا کرتے تھے کہ ان کو حضور ﷺ کا زمانہ اور حضور ﷺ کی صحبت نہیں ملی۔ حتیٰ کہ فرمایا کرتے تھے۔

’’اے ابویزیدؒ اگر حضور اکرم ﷺ تم کو دیکھتے تو تم سے محبت فرماتے۔‘‘

اسی طرح ان سے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں جب بھی تم کو دیکھتا ہوں تو مجھے اہل خشوع یاد آجاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے یہ ارشادات غلو ومبالغہ پر مشتمل نہیں تھے۔ اس لئے کہ حضرت ربیعؒ کو خوف الٰہی اور زہد وتقویٰ کا وہ مرتبہ حاصل تھا کہ ان کے طبقہ کا کوئی دوسرا آدمی شاید ہی اس مرتبہ کو پہنچا ہو۔ اس سلسلہ میں ان کے واقعات تاریخ کے صفحات کو مزین کرتے ہیں۔

مثلاً ان کے ایک مصاحب کا بیان ہے کہ میں بیس سال کے عرصہ تک حضرت ربیعؒ کے ساتھ رہا۔ میں نے اس عرصہ میں ان کو وہی بات زبان سے نکالتے سنا جو مقبول ہوکر اللہ کے حضور میں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے

مطابق۔ ''اچھا کلام اسی تک پہنچتا ہے اور اچھا کام اس کو پہنچاتا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن عجلان نے اپنا واقعہ ذکر کیا ہے کہ میں ایک رات ربیع کی خدمت میں رہا۔ جب ان کو یقین ہوگیا کہ میں سو چکا ہوں تو اٹھ کر نماز میں مصروف ہوگئے۔ نماز میں انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

''یہ لوگ جو برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے۔ جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہوجائے یہ برا حکم لگاتے ہیں۔''

اور پھر پوری رات اسی کو دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ صبح کردی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔

حضرت ربیعؒ کے اللہ سے ڈرنے کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔ مثلاً ایک واقعہ ان کے مصاحبین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ ایک دن ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ چلے۔ ربیع بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم لوگ دریائے فرات کے کنارے پر پہنچے تو ہمارا گذر ایک بڑی آگ کی بھٹی پر ہوا جس میں آگ دہک رہی تھی۔ اندر سے چنگاریاں اڑ رہی تھیں اور لپٹیں اٹھ رہی تھیں اور آگ کی تیزی کی وجہ سے آواز بھی ہورہی تھی۔ بھٹی کے اندر بہت سے پتھر پڑے تھے۔ تاکہ جل کر چونا بن جائیں۔

حضرت ربیعؒ کی نظر جب آگ پڑی تو ٹھہر گئے اور ان پر لرزہ طاری ہوگیا اور ان کی زبان پر یہ آیت جاری ہوگئی۔

''جب وہ آگ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کا جوش وخروش سنیں گے اور جب وہ لوگ اس کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔''

اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑے، تو ہم وہیں رک گئے۔ حتیٰ کہ جب وہ ہوش میں آئے تو ان کو ان کے گھر پہنچایا۔

حضرت ربیعؒ کے حالات یہ بتاتے ہیں کہ وہ پوری زندگی موت کے لئے تیار اور ہمہ وقت اس کے منتظر رہے۔ جب ان کا آخری وقت آیا اور جاں کنی کی کیفیت شروع ہوئی تو ان کی صاحبزادی رونے لگیں۔ اس وقت انہوں نے فرمایا: ''بیٹی تم رو کیوں رہی ہوں۔ اب تو تمہارے باپ کے لئے خیر کے دروازے کھل رہے ہیں۔''

پھر اپنی روح خالق ارواح کے سپرد کردی اور اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی بیرون ملک روانگی

قائمقام مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب ہوں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اپنے نجی دورہ پر ۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ سے چھ ہفتوں کے لئے برطانیہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے اپنی عدم موجودگی میں حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کو قائمقام مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مقرر فرمایا۔ جماعتی رفقاء مطلع رہیں اور دعاء گو رہیں کہ اللہ رب العزت حضرت مولانا کے سفر کو ہر طرح خیر وعافیت کے ساتھ مکمل فرمائیں اور بخیر وخوبی صحت کاملہ کے ساتھ آپ کی مراجعت ہو۔ آمین ثم آمین!

خوابوں کی شرعی حیثیت!

(مقالہ خصوصی)

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

خواب کی فضیلت

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

۱...... ’’قال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ۰ قالوا وما المبشرات قال (علیہ السلام) الرویا الصالحۃ (بخاری باب المبشرات، کتاب التفسیر)‘‘ ﴿آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مبشرات کے علاوہ نبوت سے کچھ باقی نہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے خواب۔﴾

۲...... مؤطا امام مالکؒ میں عطاء بن یسارؓ سے رؤیا صالحہ کے آگے یہ اضافہ بھی ہے کہ: ’’یراھا الرجل اوتری لہ‘‘ اچھا خواب آدمی خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔

۳...... ’’عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءاً من النبوۃ (بخاری ج۱۲ ص۳۷۳، مسلم حدیث نمبر ۲۲۶۴ فی الرؤیا)‘‘ ﴿حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے۔﴾

(ان روایات میں اچھے خواب کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ زہے نصیب جسے نصیب ہو جائے۔)

قادیانی استدلال کا ابطال

اس سے قادیانی ملعون یہ استدلال کرتے ہیں کہ نبوت کی ایک قسم باقی ہے۔ لیکن یہ سراسر دجل ہے۔ نبوت کی ایک قسم باقی نہیں۔ جزء باقی ہے۔ جزء کو قسم بنانا قادیانی خبط ہے۔ جزء کے بقاء سے کل کا بقاء یا جزء کے اثبات سے کل کے اثبات کا دعویٰ یا استدلال کرنا حقائق کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ جیسے رسی کو چارپائی، اینٹ کو مکان، نمک کو کھانا اور ناخن کو انسان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی طرح فقط اچھے خواب کو نبوت یا اس کی قسم بھی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ رسی چارپائی کا جزء ہے، چارپائی نہیں۔ اینٹ مکان کا جزء ہے، مکان نہیں۔ نمک کھانے کا جزء ہے، کھانا نہیں۔ ناخن انسان کا جزء ہے، انسان نہیں۔ اسی طرح اچھا خواب نبوت کا جزء ہے، نبوت نہیں۔ ورنہ تو ہر نیک خواب دیکھنے والے کو نبی ماننا پڑے گا۔ جیسے یہ بدیہی طور پر باطل ہے۔ اسی طرح اچھا خواب نبوت کی ایک قسم ہے۔ یہ بھی باطل ہے۔

خواب کی اقسام

چونکہ خواب کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ جیسے انسان کی طبیعت، عادت، نیکی، بدی اور ذہن مختلف اقسام ہیں۔ اسی طرح خوابوں کی بھی کئی اقسام ہیں:

۱...... چنانچہ متفق علیہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’الرؤیا الصالحة من الله والحلم من الشیطان فاذارایٔ احدکم مایحب فلا یحدث به الا من یحب واذا رایٔ مایکره فلیتعوذ بالله من شرها ومن شر الشیطان ویتفل ثلاثاً ولا یحدث بها احداً فانها لاتضره (بخاری ج۱۲ ص۳۷۳، مسلم نمبر ۲۲۶۱ کتاب الرؤیا) ‘‘اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ برا خواب شیطانی وسوسہ ہے۔ پسندیدہ خواب جب کوئی دیکھے تو پسندیدہ آدمی ہی سے تذکرہ کرے اور غیر پسندیدہ اور مکروہ خواب کا کسی سے بھی سرے سے تذکرہ ہی نہ کرے۔

۲...... ابن ماجہ میں ہے کہ: ’’ان الرؤیا ثلاث منها اهاویل من الشیطان لیحزن بها ابن آدم ومنها مایهم به الرجل فی یقظة فیراه فی منامه ومنها جزء من ستة واربعین جزءاً من النبوة (ابن ماجه حدیث نمبر ۳۱۰٤) ‘‘خواب کی تین اقسام ہیں۔

۱...... شیطانی وساوس تاکہ انسان اس سے پراگندہ خیال پریشان ہو۔

۲...... انسان کے اپنے خیالات جو جاگتے ہوئے سوچے اور وہی نیند میں دیکھے۔

۳...... اچھا خواب جو نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے۔

غرض خواب کی یہ تین اقسام ہوئیں۔ برا خواب انسان کی اپنی سوچ یا شیطانی وسوسہ ہوسکتا ہے۔ شیطان بھی انسان کے دل ودماغ پر برے اثر ڈالتا ہے۔ اسے لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالنے کی قدرت حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ’’من شر الوسواس الخناس ۰ الذی یوسوس فی صدور الناس‘‘ پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسہ سے جو لوگوں کے سینوں میں ڈالتا ہے۔

خواب کی شرعی حیثیت

صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کے خواب شریعت میں حجت اور واجب التعمیل ہیں۔ ان سے شرعی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ باقی بڑی سے بڑی مذہبی شخصیت کا خواب شرعاً ان کی کوئی ایسی حیثیت نہیں کہ وہ حجت ہوں۔ ان سے شرعی مسائل ثابت ہوتے ہوں یا واجب التعمیل ہوں۔ بلکہ ان کے خواب کو شریعت پر پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ شریعت کے مطابق ہے تو اسے صرف تبشیر یا تنذیر میں سے حسن اتفاق سمجھا جائے گا۔ واجب العمل پھر بھی نہ ہوں گے اور اگر شریعت کے خلاف وہ خواب ہے تو دیکھنے والا جتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو اس کے خواب کو اضغاث احلام سے سمجھ کر درخور اعتناء نہ سمجھا جائے گا۔

انبیاء علیہم السلام کے خواب شرعاً حجت ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی دلیل سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب ہیں اور بخاری شریف میں ’’رؤ الانبیاء وحی‘‘ اس کی دلیل ہے۔

ختم نبوت اور خواب

رحمت دوعالم ﷺ کی ذات اقدس پر اللہ رب العزت نے نبوت کے سلسلہ کو کامل ومکمل، بند وبس اور ختم

فرمادیا۔ اس امت کے لئے کسی نبی کا تو خواب رہا ہی نہ۔ باقی امتیوں کے خواب، وہ شرعی طور پر حجت نہیں:

من نہ شم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب میگویم
چون غلام آفتابم حدیث آفتاب میگویم

آنحضرت ﷺ کی زیارت

اچھے خواب سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور سب سے اچھا خواب، خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہی ہوسکتی ہے۔

۱...... حدیث شریف میں ہے کہ: ''من رانی فقد رأی الحق فان الشیطان لایتزایابی (بخاری ومسلم)''

۲...... ''من رانی فانی انا هو فانه لیس للشیطان ان یتمثل بی (ترمذی)''

۳...... ''من رانی فی المنام فقد رانی انه لاینبغی للشیطان ان یتمثل فی صورتی (مسند احمد، مسلم، ابن ماجہ)''

جس نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا اس نے واقعہ میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان آنحضرت ﷺ کی شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا:

۱...... آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنا جن خوش نصیبوں کو نصیب ہوا وہ حق ہے۔ سچ ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن ہر وہ شخص جو خواب میں کسی نیک شخص خدارسیدہ کو دیکھے اور سمجھے یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو کیا وہ رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے؟۔ قطعاً نہیں۔

چنانچہ فتح الباری میں اسماعیل بن اسحق، عن سلیمان بن حرب (یہ شیوخ بخاری میں سے ہیں) عن حماد بن زید عن ایوب ''قال کان محمد (ابن سیرین) اذا قص علیه رجل انه رایٔ النبی ﷺ قال صف لی الذی رایته فان وصف له صفة لایعرفها قال لم تره وسنده صحیح (فتح الباری ج۱۲ص۳۸۶)'' محمد ابن سیرین معروف تابعی اور تعبیر الرؤیا کے ماہر کے سامنے جب کوئی شخص یہ کہتا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے تو ابن سیرین فرماتے کہ جن کو تو نے خواب میں دیکھا ہے ان کا حلیہ بیان کرو۔ اگر دیگر حلیہ بتاتا تو ابن سیرین فرماتے کہ تم نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا۔

۲...... عاصم بن کلیب سے روایت ہے کہ: ''حدثنی ابی قال قلت لابن عباسؓ رایت النبی ﷺ فی المنام قال صف لی قال ذکرت الحسن بن علی فشبهته به قال قد رائیته وسنده جید (فتح الباری ج۱۲ص۳۸۴)''

حاکم کے حوالہ سے یہ روایت فتح الباری میں ہے کہ ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عرض کیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ حلیہ بیان کرو۔ میں نے حضرت حسن بن علیؓ کا ذکر کیا کہ وہ ایسی شکل مبارک تھی تو آپ نے فرمایا کہ ہاں واقعی آپ نے آنحضرت ﷺ کو ہی دیکھا ہے۔

ان دو روایتوں سے یہ امر ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ وتابعینؒ خواب میں ہو بہو آنحضرت ﷺ کی اصلی شکل مبارک خواب میں نہ دیکھنے والے کے خواب میں آنحضرت ﷺ کا دیکھنا تسلیم نہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے آنحضرت ﷺ کو جاگتے ہوئے دیکھا جیسا کہ صحابہ کرامؓ یا علی السبیل تنزل وہ نیک بخت جسے آنحضرت ﷺ کا احادیث شریف میں بیان کردہ پورا حلیہ مبارک اس کے دل ودماغ میں محفوظ ہو۔ وہ یہ کہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو اصلی حلیہ مبارک میں دیکھا تو صحیح اور قابل تسلیم ہوگا کہ کہہ، مبہ کسی نیک صورت کو خواب میں دیکھ کر سمجھے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ہی خواب میں دیکھا۔ یہ قطعاً دعویٰ بلا دلیل ہے اور نہ قابل التفات۔

ایک ضروری وضاحت

حدیث شریف میں یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ شیطان ملعون قطعاً آنحضرت ﷺ کی ہو بہو شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ لیکن شیطان کسی اور نیک انسان کی شکل اختیار کر کے خواب دیکھنے والے کو کہے کہ میں تیرا رسول ہوں اور گمراہ کردے یہ بعید نہیں اور نہ حدیث میں اس سے انکار کیا گیا ہے: ’’من رانی یعنی رؤیته ﷺ بشكله وصورته التي كان عليها‘‘ (آنحضرت ﷺ کو دیکھا یعنی اس شکل میں جو آپ ﷺ کی تھی۔)

ایک شخص صحابی نہیں اور حدیث میں آنحضرت ﷺ کا بیان فرمودہ حلیہ مبارک اسے سرے سے یاد نہیں۔ وہ کسی نیک صورت کو دیکھ کر کہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو یہ دعویٰ صریحاً درست نہیں ہے۔ اب ان اصول وضوابط کو ذہن میں رکھ کر شب وروز ان جری لوگوں کے غیر مآل دعوؤں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے کہ ہر بات میں جب کسی نیک آدمی کی شکل خواب میں دیکھی اگلے روز جھٹ پٹ کہہ دیا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے۔ یہ جرأت سخت افسوس ناک، پریشان اور حیران کن ہے۔ کاش! لوگ اس پر توجہ کریں کہ کیا کھیل کھیلا جارہا ہے؟۔ چند افسوس ناک واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ لوگ کس حد تک جری ہوگئے ہیں۔ واللہ! اس جرأت سے تو تن بدن کانپ جاتا ہے۔

۱...... ایک جماعت میں یہ روایت تواتر کے ساتھ گشت کرتی رہی کہ فلاں حاجی صاحب نے خواب دیکھی کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہونے والا ہے اور پوری قیادت حج پر گئی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سے ملاقات ہوگئی۔ سالوں سال یہ وضعی روایت گشت پے گشت ملک در ملک کرتی رہی۔ اس خرافت پر اہل علم دل مسوج کر رہ گئے۔

۲...... حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے واقعہ شہادت کے بعد بعض کذابوں نے ان سے روایت منسوب ومشہور کردی کہ فلاں سن میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا۔ یہ سو فیصد جھوٹی روایت تھی اور واقعات نے بھی اس کا بطلان ظاہر کردیا۔ اب یہ دونوں روایتیں شکر ہوا کہ دم توڑ گئی ہیں۔

۳...... جن دنوں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے دھڑوں کا جماعتی اختلاف عروج پر تھا ایک پیرزادہ صاحب نے مولانا سمیع الحق صاحب کے اجلاس میں کہا کہ مجھے کشف ہوا۔ فلاں مقدس ہستی نے فرمایا کہ سمیع الحق، حق، حق۔ بس کیا تھا اپنی شوخی جما کر فارغ ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد یہی

صاحب کشف، مولانا سمیع الحق صاحب کے دھڑے کے خلاف ہوگئے۔ اب ہم مسکین کیا سمجھیں کہ دنیا کو کیا ہوگیا ہے؟۔ نہ کشف، نہ مقدس ہستی، شوخی میں بے لحاظ ہوکر ایک بات کہہ دی۔ قدرت نے پردہ دری کی کہ خود خلاف ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے کئے کہے (قول وفعل) کی پردہ پوشی فرمائیں۔ آمین!

۴...... ایک صاحب نے منبر پر خواب بیان کیا کہ میرے مدرسہ کی ایک معصوم بچی نے خواب دیکھا کہ فلاں مسجد بقعۂ نور ہے۔ بس بڑھا نک دی کہ اس مسجد سے عالم منور ہوگا۔ احمقوں نے اسے صحیح سمجھ لیا۔ شریف انسان! بچی معصوم، قرآن وسنت جس ماحول میں صبح وشام پڑھا جارہا ہو وہ اسے بقعۂ نور خواب میں نظر آئے تو کیا بعید؟۔ یہ تو اس کے بیداری کے جذبات کا خواب میں عکس ہے۔ تم نے اسے منشاء الٰہی سمجھ کر وحی نبوت کی طرح اس کی تبلیغ شروع کردی اور اس پر مسائل کا استنباط اور دعاوی کی بنیاد قائم کر کے ضلوا ضلا لاً بعیدا ہوگئے۔ کسی بھی امر میں افراط وتفریط فعل مذموم ہے۔ اسے خواب تک رکھتے تو بات ٹھیک تھی۔ خواب کو حقیقت سمجھنا زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائیں۔

فیاللعجب

معروف حدیث ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں۔ یعنی ان پر احکام مرتب نہیں ہوتے: ۱...... نائم۔ نیند والا انسان۔ ۲...... صبی۔ نابالغ بچہ۔ ۳...... مجنون۔ فاتر العقل۔ شریعت کے احکام نیند والے پر لاگو نہیں۔ وہ مرفوع القلم ہے۔ نیند کرنے والا نیند کی حالت میں خود مرفوع القلم ہے۔ چہ جائیکہ اس کے خواب پر دنیائے عمل وعقیدہ کی عمارت کھڑی کردی جائے۔ فیاللعجب!

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد میں حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرتﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے خواب (خواب کی تفصیل ترمذی روایت نمبر ۲۴۰۹ میں دیکھ لی جائے) بیان کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کی کہ میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپﷺ کی اجازت سے حضرت ابوبکرؓ نے تعبیر بیان کر کے عرض کیا کہ: ''لتحدثنی اصبت ام اخطأت قال النبیﷺ اصبت بعضاً واخطأت بعضاً'' آقاﷺ آپ فرمائیں کہ میں نے تعبیر صحیح بیان کی یا غلط؟۔ آپﷺ نے فرمایا کہ بعض حصہ آپ نے صحیح بیان کیا اور بعض میں خطاء کی۔

حضرات! رحمت دوعالمﷺ کی موجودگی میں سیدنا صدیق اکبرؓ جیسا فرد وحید کے خواب کی تعبیر بیان کرنے میں صواب وخطاء کو دخل ہے تو پھر کون شخص ہے امت میں سے جس کے متعلق یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ خواب کی دنیا کی بات صحیح سمجھا۔ جب شریعت میں حقیقت خواب کا یہ حال ہے تو پھر اس پر عمارت کھڑی کرنے والا تا ثریا مے رود دیوار کج کا مصداق ہوگا۔ ہاں یہ بھی تسلیم ہے کہ بعض تعبیر خواب کے فن کے ماہر سمجھے اور مانے گئے۔ ابن سیرین کے حوالہ سے یہ بات کون نہیں جانتا کہ وہ ماہر فن تھے۔ لیکن ان کی بعض تعبیرات پر سوال کئے بغیر چارہ نہیں۔ آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے اپنی چارپائی کے نیچے آگ دیکھی تو آپ نے تعبیر دی کہ تمہاری جائے رہائش کو خطرہ ہے۔ خالی کردو۔ خالی کرتے ہی وہ گر پڑی۔ کچھ عرصہ بعد دوسرے شخص نے یہی خواب دیکھا کہ

چارپائی کے نیچے آگ ہے۔ فرمایا اس جگہ کھدائی کرو۔ خزانہ ملے گا۔ کھدائی کی۔ خزانہ ملا۔ جو شاگرد حاضر باش مجلس تھا سوال کئے بغیر اسے چارہ نہ رہا۔ اس نے عرض کی کہ خواب دونوں ایک جیسے۔ تعبیریں دو علیحدہ علیحدہ۔ دونوں متضاد۔ دونوں صحیح۔ یہ کیوں؟۔ فرمایا کہ پہلے نے خواب موسم گرما میں دیکھا۔ اس میں آگ نقصان کا باعث ہے۔ نقصان سے تعبیر صحیح ہوئی۔ دوسرے نے خواب موسم سرما میں دیکھا۔ اس میں آگ نفع پہنچاتی ہے۔ نفع کی تعبیر صحیح ہوئی۔ کیا اب سوائے اس کے اور چارہ ہے کہ کہیں جس کا کام اس اسی کو ساجھے؟۔ ہر کسی کا نہ خواب درست، نہ ہر کسی کی تعبیر صحیح۔ مہربانی کر کے خوابوں کو مدار عقیدہ، مدار عمل، یا مدار استنباط نہ بنایا جائے۔ اسی میں راحت دنیا و دین ہے۔ ورنہ کئی لوگوں کی دنیا و آخرت خوابوں نے تباہ کی۔ جیسے قادیانی دنیا کے نامور احمق اس کی زندہ مثال ہیں کہ ان کا مدار یہی خواب ہیں اور غضب خدا کا کہ وہ ان کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ خسر الدنیا والاخرۃ!

خلاف شرع خواب

مرزا قادیانی کا خواب کہ: ا...... ایک عورت جو ننگی ہے۔ بدن پر جالی دار کپڑا جس سے ننگی صاف نظر آ رہی ہے۔ میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا ہوں۔ ۲...... میں عورت اور اللہ تعالیٰ مرد ہیں اور میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قوت رجولیت کا اظہار کیا۔ فرمائیے! ان بیہودہ خوابوں کو بھی دین سمجھ کر اس کے دیکھنے والے کو نبی مان لیا گیا۔

مرزا محمود قادیانی نے خواب دیکھا کہ گاندھی میرے ساتھ چارپائی پر لیٹے ہیں اور میرے کمربند کو کھول رہے ہیں۔ اس بیہودہ خلاف شرع خواب دیکھنے والے کو خلیفۃ المسیح مان لیا گیا۔ سچ ہے جیسے خواب دیکھنے والے ویسے ماننے والے۔ نہ دین کے نہ دنیا کے۔

مرزا قادیانی ملعون، مہدی و مسیح و نبی ہونے کا مدعی تھا۔ اس کے قلم بردرشتہ دو خواب عرض کئے۔ ورنہ قادیانیت کی بنیاد خوابوں پر ہے۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے رؤیا، کشوف اور وحی مقدس کو جمع کیا اور اس کا نام ''تذکرہ'' رکھا۔ اس میں دقت نظر سے دیکھیں تو خوابوں کا سیلاب امڈتا نظر آتا ہے اور مزید ظلم یہ کہ اس کے بیہودہ خلاف شرع خواب بعض ایسے ہیں کہ انہیں سلیم الفطرت شخص نہ دیکھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے اور نہ پڑھ سکتا ہے۔ مگر وہ قادیانی شریعت کا حصہ ہیں۔ جیسے اس کا ایک خواب ہے کہ: ''فلاں مخالف نے میرے ہاتھ پر دست پھیر دیا۔'' اب ایک شخص (مرزا) اپنے ہاتھ پیر دوسرے شخص کی تازہ بتازہ گندگی کو دیکھتا ہے۔ اس کے ذوق قبیح پر لعنت بھیجنے کی بجائے قادیانی آمنا وصدقنا کے ڈونگرے برساتے ہیں۔ افسوس کہ اس گروہ میں کوئی رجل رشید نہیں جو انہیں سمجھائے کہ جس ہاتھ پر خواب میں گندگی کا ڈھیر ہے اس کا دماغ تو بیت الخلاء ہوگا۔ اس سے بچنا ضروری ہے یا اسے نبی و مسیح ماننا لازم ہے؟۔ معاذ اللہ!

ایک جعلی مسیح و نبی کے خوابوں کا تذکرہ سنا۔ لیجئے اب ایک جعلی مہدی کا بھی لگے ہاتھوں ایک خواب سن لیجئے۔ ایک شخص علی المہدی نامی تھا۔ ان کے پاس شریک بن عبداللہ قاضی تشریف لائے۔ اندر حاضری کی اجازت طلب کی تو علی المہدی نے تلوار طلب کی۔ تلوار سونت کر بیٹھ گئے۔ شریک قاضی نے اندر داخل ہو کر سلام کیا تو علی المہدی نے ترش روئی سے ''لا سلم اللہ علیك یا فاسق'' اے فاسق آپ پر اللہ کی سلامتی نہیں، بے جواب

دیا۔شریک بن عبداللہ قاضی صورت حال کو بھانپ گئے۔ بڑی حکمت عملی سے فرمایا کہ اے امیرالمومنین فاسق کی نشانیاں ہیں جس سے اس کا فسق پہچانا جاتا ہے۔ مثلاً شراب پیتا ہو، گانے سنتا ہو، حرام چیزوں کا مرتکب ہو۔آپ نے مجھ میں کونسی فسق کی علامت دیکھی؟۔علی المہدی نے کڑک کر کہا کہ اگر میں آپ کو قتل نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کرے۔شریک قاضی صاحب نے یہ سن کر کہا کہ آخر کیوں؟۔میرا خون بہاتا تو آپ کے لئے حرام ہے۔علی المہدی نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔تعبیر کنندہ سے تعبیر پوچھی تو اس کی رو سے آپ کو قتل کئے بغیر چارہ نہیں۔ شریک قاضی نے کہا علی المہدی تمہارا خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب جیسا نہیں اور تمہارا تعبیر کنندہ حضرت یوسف علیہ السلام جیسا نہیں’’ان دماء المسلمین لاتفسك بالاحلام ‘‘اپنے پراگندہ خیالات کی بناپر مسلمانوں کا خون نہیں بہایا جاسکتا۔علی المہدی نے مارے ندامت کے گردن جھکائی اور شریک بن عبداللہ قاضی چلتے بنے۔

عادل غیر عادل

ابن عساکر میں ہے کہ بعض حضرات نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھا۔آپ فرماتے ہیں کہ یونس بن عبدالاعلیٰ راوی نے حدیث جندی میں مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔یہ روایت میری طرف سے روایت کردہ نہیں۔(تہذیب الکمال ج۶ص۵۹۶)اس پر حضرت امام ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یونس بن عبدالاعلیٰ ثقہ راویوں میں سے ہیں۔محض خواب کی بنیاد پر ان کو مطعون نہیں کیا جاسکتا۔(البدایہ والنہایہ باب الفتن والملاحم ج۱ص۴۵)

جنتی؟

حضرت وہیب کے متعلق کسی نے خواب دیکھا اوران سے عرض کیا کہ آپ جنتی ہیں۔آپ شدید رو پڑے اور فرمایا مجھے یہ شیطانی دھوکہ لگتا ہے۔(تلبیس ابلیس ص۳۳۵)کسی کے جنتی ہونے کی وحی الٰہی سے صرف نبی ہی بشارت دے سکتے ہیں۔شریعت کے خلاف یہ بات ہے کہ محض کسی کے خواب پر جنتی ہونے کا یقین کرلیا جائے۔

سیدنا شیخ عبدالقادرؒ جیلانی

حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانی نے خواب میں دیکھا کہ ان کی طرف آگ کی روشنی بڑھ رہی ہے۔جب آگ قریب ہوئی تو اس سے آواز آئی کہ میں تمہارا رب ہوں۔میں نے اپنی حرام کردہ چیزوں کو تم پر حلال کردیا۔ حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانی نے خواب میں ہی کہا کہ اللہ کے دشمن تمہارے لئے خرابی ہے۔وہ آگ ختم ہوگئی اور منظر مٹ گیا۔آپ نے خواب میں پہچان لیا کہ شریعت میں حرام کردہ اشیاء کو قیامت تک کوئی کسی کے لئے حلال نہیں کرسکتا۔یہ یقیناً خواب میں شیطانی حملہ ہے اور بعض کتب میں یہ بھی اضافہ منقول ہے کہ شیطان نے کہا کہ شیخ عبدالقادر تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے۔اس پر آپ نے فرمایا کہ مردود دور ہوجاؤ۔مجھے علم نے نہیں۔اللہ رب العزت نے بچایا ہے۔علمائے کرام کا فرمانا ہے کہ یہ دوسرا حملہ پہلے سے زیادہ سخت تھا۔

خواب میں گردن کا کٹنا

شرح السنہ اور مسلم میں روایت ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے خواب بیان کیا کہ صبح کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ میں نے کٹے اور گرے ہوئے سر کو اٹھا کر دوبارہ گردن پر اس کی جگہ پر فٹ کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب شیطان تم سے خواب میں کھیل کھیلے تو اس خواب کو لوگوں کے سامنے مت بیان کریں۔ (مسلم حدیث نمبر ۲۲۶۸)

غرض اب خواب کی بنیاد پر شریعت کے احکام کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں بھائی! خواب نہیں۔ اب بیداری میں بھی شرعی احکام کو بڑے سے بڑا آدمی تبدیل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ خواب کی بنیاد پر کوئی ایسا کرے۔ خواب صرف تبشیر وتنذیر کے درجہ میں قابل قبول۔ بشرطیکہ وہ تبشیر وتنذیر بھی شریعت کی حدود کے اندر ہو۔ ورنہ اگر وہ شریعت کی حدود سے تجاوز کر رہی ہو تو ذرہ برابر تامل کئے بغیر وہ بھی قابل رد ہوگی۔

مسلمانوں کو قتل کرنے کا حکم

چنگیز خان کا بیٹا قان تھا۔ وہ باپ کی نسبت مسلمانوں سے قدرے درگزر کرتا۔ ایک دن اس کے پاس ایک اعرابی جو مسلمانوں کا دشمن تھا آیا اور قان کو کہا کہ آپ کے والد چنگیز خان رات کو خواب میں مجھے نظر آئے اور کہا کہ میرے بیٹے سے کہو کہ تم مسلمانوں سے نرمی کیوں برتتے ہو۔ ان کو قتل کرو۔ قان نے اس اعرابی سے پوچھا کہ تم مغلیہ زبان جانتے ہو۔ اس اعرابی نے کہا کہ نہیں۔ قان نے اسے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ خواب میں میرے والد کی تم سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ میرا باپ سوائے مغلیہ زبان کے کوئی زبان نہ جانتا تھا۔ اس طرح اس اعرابی کے فرضی خواب کی بنیاد پر مسلمانوں کی گردنیں اڑانے کا جو منصوبہ تھا وہ قان کی ذہانت سے رفع ہوگیا۔ ہاں جھوٹے خواب گو کی قان نے تلوار مار کر گردن اڑادی۔ یوں اس کے فریب سے مسلمانوں کو چھٹکارا نصیب ہوگیا۔ (حاشیہ البدایہ والنہایہ حصہ ۱۳ ص ۱۲۰)

فرضی مقبرے

پاکستان میں بے شمار لوگوں نے پہلے تھڑا بنایا۔ پھر قبر بنائی۔ پھر جھنڈا لگایا۔ پھر مقبرہ ومزار۔ پھر عرس ومیلہ شروع ہوگیا۔ جب پوچھا گیا کہ یہ کن کی قبر ہے تو بتایا گیا کہ خواب میں ایک بزرگ ملے۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری قبر ہے۔ پھر فرضی بزرگ کا، فرضی نام تجویز ہوا اور یوں ایک فرضی مزار سے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان ومال لوٹنے کے بازار گرم ہیں۔ کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے؟۔

خواب سے شرعی استدلال

ا...... ایک شخص خواب بیان کرتا ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ فلاں چور ہے۔ تو کیا اس خواب کو بنیاد بنا کر اس مزعومہ چور کے ہاتھ کاٹنے جائز ہوں گے؟۔ ہرگز نہیں۔ کسی نے خواب کا سہارا لے کر

کہا کہ فلاں زانی یا زانیہ ہے تو کیا اس مرد وعورت فرضی مزعومہ پر بغیر شہادت شرعی کے حد جاری کر دی جائے گی؟۔ ہرگز نہیں۔ شرعی شہادتوں کے بغیر احکام شرع کا نفاذ نہیں ہوسکتا تو کیا خوابوں کی بنیاد پر احکام شرعی وضع یا مرتب ہوسکتے ہیں؟۔ نہیں اور ہرگز نہیں: ''اذلیس بعد رسول اللہ ﷺ وحی'' اچھا خواب نبوت کا جزء ہے اور جزء کبھی کل کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ بعض وجوہ سے اچھا خواب تبشیر وتنذیر کی حد تک وہ بھی شرع کی حدود میں قابل قبول ورنہ ناقابل التفات وناقابل یقین۔ مثلاً:

آنحضرت ﷺ خواب میں کسی کو کوئی حکم فرمائیں۔ اگر وہ حکم شریعت کے مطابق نہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بیداری میں مقرر کردہ حکم شرعی کو کسی غیر نبی کے خواب کی بنیاد پر تبدیل کر دیا جائے؟۔ بلکہ خلاف شرع خواب میں حکم سے سمجھا جائے گا کہ نہ اسے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی نہ حکم ملا۔ یہ محض شیطانی وسوسہ خواب میں اس کے دل ودماغ پر چھا گیا جس سے اس نے ایسے سمجھا کہ یہ رحمت دوعالم ﷺ کا حکم ہے۔ شیطان خواب میں شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کو کہہ سکتا ہے کہ انا ربك تو شیطان خواب میں کسی امتی کو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ انا رسولك۔

پس شیطان اگر رب پر افتراء کرسکتا ہے تو رسول اللہ ﷺ پر بھی افتراء کرسکتا ہے۔ لوگوں نے جھوٹی حدیثیں وضع کر ڈالیں تو اگر جھوٹے خوابوں کی روایتیں وضع کر لیں تو کیونکر یہ بعید از عقل ہوسکتا ہے؟۔ فافہم

۲...... ایک شخص بھوکا ہے۔ اس حالت میں سوگیا۔ خواب میں دیکھا کہ اس کے سرہانے کھانا پڑا ہے اور کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اس میں زہر ہے۔ مت کھانا۔ مرجاؤ گے۔ اب خواب سے اٹھا۔ واقعی کوئی اس کے سرہانے کھانا رکھ گیا تھا اور وہ زہر آلود تھا۔ اس نے کھانا نہیں کھایا۔ بچ گیا۔ الحمدللہ! لیکن اگر کھانا کھالیا اور مرگیا تو کیا اسے شرعاً خودکشی قرار دیا جاسکتا ہے؟۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے خواب کے شرعی حکم جاری نہیں ہوسکتا۔

مسائل شرعیہ اور خواب

ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایک قاضی نے دو عادل گواہوں کی شہادت سے ایک کیس سنا۔ خواب میں اسے آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ جس میں ان دو مقبول عادل گواہوں میں سے ایک کے متعلق خواب میں حکم ہو کہ اس کی شہادت رد کر دو تو حاکم کو شہادت محض خواب کی بنیاد پر رد کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس سے قواعد شرعیہ کی توڑ پھوڑ لازم آتی ہے۔ گواہوں کے مقبول نہ مقبول ہونے میں جو قواعد شرعیہ ہیں ان میں خواب کو قطعاً دخل نہیں۔ قواعد شرعیہ سے ایک مقبول گواہ ہو تو خواب کی بنیاد پر اسے غیر مقبول قرار نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ خواب دیکھنے والے کو غلطی لگی۔ ورنہ رحمت دوعالم ﷺ اپنی شریعت کے قواعد کے خلاف کوئی بات ارشاد فرمائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟۔ ایک قاعدہ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اپنی دنیوی زندگی میں جاگتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اب خواب میں اس کے خلاف فرمادیں یہ ممکن نہیں۔ پس خواب دیکھنے والے حاکم کی بات کی تحویل وتاویل کی جائے گی۔

نوجوان خوبرو کے دیکھنے کا حکم

فرج بن عبداللہ مغربی معروف شافعی المسلک فقیہ ہیں۔ ان کے ہاں تاج الدین مقدسی فقیہ تشریف لائے۔ خوبرو لڑکا جس کی داڑھی کے بال نہ اترے ہوں اس کو دیکھنے کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی تو کہا گیا کہ امام رافعیؒ ایسے لڑکے کو بنظر شہوت دیکھنے کو حرام فرماتے ہیں اور امام نوویؒ مطلقاً (مرد لڑکے کے) دیکھنے کو حرام فرماتے ہیں۔

شیخ فرج نے کہا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امام نوویؒ اس مسئلہ میں حق پر ہیں۔ اس پر فقیہ تاج الدین مقدسی نے چیخ کر فرمایا۔ کیا فقہ کی مدار اب خوابوں پر ہوگئی ہے؟۔ شیخ فرج نے ندامت محسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ جو میں نے دیکھا عرض کر دیا۔ باقی رہا مسئلہ تو اس کے مباحث اپنے ہیں۔ (یعنی خواب کو اس میں دخل نہیں۔ الدرر الکامنہ ص۳۱۲،۳۱۱ ج۳)

رمضان المبارک کا چاند

شعبان کی ۲۹ رتاریخ کو شہر کے لوگوں نے رمضان شریف کا چاند دیکھنے کے لئے جہد بلیغ کیا۔ مگر چاند نظر نہ آیا۔ رات گئے ایک آدمی شہر کے قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات خواب میں مجھے آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رمضان المبارک کی رات ہے: ''فقال له القاضی ان الذی تزعم انك رائيته فی المنام فقد رأه الناس فی اليقظة جهاراً ونهاراً وقال لهم (صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته) فلا حاجة بنا الىٰ رؤياك (قضايا فی المنهج ص ۱۰)''

اسے قاضی نے کہا کہ آنحضرت ﷺ جن کے متعلق آپ خیال کرتے ہیں کہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کو بیداری میں دن کے وقت ظاہر و باہر لوگوں نے دیکھا اور آپ ﷺ نے ان لوگوں (صحابہ کرامؓ) سے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو۔ (خواب دیکھنے والے کو قاضی نے کہا) کہ آپ کے خواب کی ہمیں ضرورت نہیں۔

خواب میں خزانہ

ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ فلاں جگہ خزانہ ہے۔ زمین کھول کر اسے نکال لو۔ تم پر اس کا خمس بھی نہیں ہے۔ اس نے زمین کھودی تو خزانہ برآمد ہوا۔ علماء زمانہ سے اس خزانہ کے خمس نکالنے پر فتویٰ طلب کیا تو علماء نے کہا کہ آپ کا خواب صحیح ہے۔ اس لئے کہ خزانہ برآمد ہوا۔ پس دوسری جزء خواب کی کہ اس پر خمس نہیں وہ بھی صحیح ہے۔ لہٰذا یہ خزانہ خمس کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔ لیکن امام عزبن سلام نے فتویٰ دیا کہ اس پر خمس ہے۔ اس لئے کہ تلاش شدہ خزانہ پر خمس کا حکم حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ خواب کی بنیاد پر حدیث صحیح کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ (شرح زرقانی علی الموطا ج۲ ص۱۰۱)

غرض اچھا خواب باعث سعادت وخوشنودی ضرور ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کی حدود میں ہو۔ ورنہ کسی کے خواب سے شریعت محمدیہ کا کوئی حکم تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

حج کے فوائد و مصالح!

علامہ سید سلیمان ندوی

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جس شریعت کا تکمیلی صحیفہ لے کر آئے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اپنے احکام اور عبادات کے فائدہ منفعت اور غرض وغایت کے بتانے کے لئے کسی باہر کی امداد کا محتاج نہیں۔ بلکہ اس نے ان اسرار کے چہرہ سے خود اپنے ہاتھ سے پردہ ہٹایا ہے۔ نماز، زکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج کے مقاصد اور فوائد بھی خود اسلام کے صحیفہ ربانی میں مذکور ہیں۔

قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے خانہ کعبہ کی تعمیر اور اسماعیل علیہ السلام کی نذر اور مکہ میں ان کے قیام کے سلسلہ میں جو دعاء مانگی وہ تمام تر ان فوائد و مقاصد کو جامع ہے۔ آیئے ان آیتوں پر ایک دفعہ نظر ڈالیں۔

”اور جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کا مرجع و مرکز اور امن بنایا اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام سے عہد کیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والے اور کھڑے ہونے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لئے پاک وصاف کرو۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار! اس کو امن والا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں میں سے روزی دے۔ (بقرہ)“

”اے ہمارے پروردگار! اور ہم کو اپنا تابعدار بنا اور ہماری اولاد میں سے کچھ کو اپنا فرمانبردار گروہ بنا اور ہم کو ہمارے حج کے دستور بتا اور ہم کو معاف کر، تو بے شک معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! اور ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج۔ (بقرہ)“

”اور جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو گھر کی جگہ ٹھکانا دیا کہ کسی کو میرا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، کھڑے ہونے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف کر اور لوگوں میں حج کا اعلان کردے۔ وہ تیرے پاس پیادہ اور سفر کی ماری دبلی پتلی ہوجانے والی اونٹنیوں پر سوار ہوکر دور دراز راستہ سے آئیں گے۔ تاکہ فائدے کی جگہوں میں آکر جمع ہوں اور چند مقررہ دنوں میں اس بات پر خدا کا نام یاد کریں کہ ہم نے ان کو جانور روزی کئے۔ (حج)“

”جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار! اس آبادی کو امن والی بنا اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے بچا کہ ہم بتوں کی پوجا کریں۔ میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ تو جس نے میرا کہا مانا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ہمارے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد اس بن کھیتی کی ترائی میں تیرے مقدس گھر کے پاس آبادکی ہے۔ ہمارے پروردگار! تاکہ وہ نماز کھڑی رکھیں تو لوگوں

کے کچھ دلوں کو ایسا بنا کہ وہ ان کی طرف جھکیں اور ان کو پھلوں کی روزی دے۔ تاکہ شکر گزار ہوں۔ (ابراہیم)‘‘

ان آیتوں میں حسب ذیل باتوں کی تصریح ہے۔

۱...... خانہ کعبہ اہل توحید کا ایک مرکز و مرجع اور ملت ابراہیمی کا موطن و مسکن ہے۔

۲...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں اپنی اولاد کو اس غرض سے بسایا کہ اس مقدس گھر کی خدمت گذاری اور خدائے واحد کی عبادت کرتی رہے اور بت پرست قوموں کے میل جول اور اختلاط سے وہ محفوظ رہے۔ تاکہ پہلے کی طرح یہ گھر بے نشان نہ ہوجائے اور آخر ان میں وہ رسول مبعوث ہو جس کی صفتیں ایسی ہوں۔

۳...... یہ لوگ ایک ویرانہ میں جس میں کھیتی نہیں، آباد ہوئے ہیں اور صرف اس غرض سے آباد ہوئے ہیں کہ تیرے گھر کو آباد رکھیں تو تو اس بے ثمر اور شور زمین میں ان کی روزی کا سامان کرنا اور لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکانا کہ وہ ان سے محبت کریں۔

۴...... حکم ہوا کہ لوگوں میں اس گھر کے حج کا اعلان عام کر۔ ہر قریب اور دور کے راستہ سے لوگ لبیک کہیں گے تاکہ یہاں آکر دین و دنیا کا کوئی فائدہ حاصل کریں اور چند مقررہ ایام میں خدا کا نام لیں۔

۵...... جو لوگ یہاں عبادت اور حج کی نیت سے آئیں، خدا تو ان کے گناہ معاف کر تو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

۶...... خداوندا! میری اولاد وہی ہے جو میرے مشرب و مذہب اور میرے راستہ پر چلے۔ اس لئے تمام وہ لوگ جو ملت ابراہیمی کے پابند ہوں۔ آل ابراہیم ہیں اور وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں اور برکتوں کے مستحق ہیں۔

الغرض حج کے یہی منافع اور مقاصد ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کے ماتحت متعدد فوائد و اغراض ہیں۔

مرکزیت: خانہ کعبہ اس دنیا میں عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا نطقہ قدم ہے۔ یہ وہ آئینہ ہے جس میں اس کی رحمت و غفاری کی صفتیں اپنا عکس ڈال کر تمام کرہ ارض کو اپنی شعاعوں سے منور کرتی ہیں۔ یہ وہ منبع ہے جہاں سے حق پرستی کا چشمہ ابلا اور اس نے تمام دنیا کو سیراب کیا۔ یہ روحانی علم و معرفت کا وہ مطلع ہے۔ جس کی کرنوں نے زمین کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کیا۔ یہ وہ جغرافی شیرازہ ہے جس میں ملت کے وہ تمام افراد بندھے ہوئے ہیں۔ جو مختلف ملکوں اور اقلیموں میں بستے ہیں۔ مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ مختلف لباس پہنتے ہیں۔ مختلف تمدنوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر وہ سب کے سب باوجود ان فطری اختلافات اور طبعی امتیازات کے ایک ہی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہیں اور ایک ہی قبلہ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں اور ایک ہی مقام کو ام القریٰ مان کر وطنیت، قومیت، تمدن و معاشرت، رنگ و روپ اور دوسرے تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ہی زبان (عربی) میں متحد ہو جاتے ہیں اور یہ وہ برادری ہے۔ جس میں دنیا کی تمام قومیں اور مختلف ملکوں کے بسنے والے جو وطنیت اور قومیت کی لعنتوں میں گرفتار ہیں۔ ایک لمحہ اور ایک آن میں داخل ہوتے ہیں۔ جس سے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام زنجیریں اور قیدیں اور بیڑیاں کٹ جاتی ہیں اور تھوڑی دن کے لئے عرصہ حج میں تمام قومیں ایک ملک میں ایک لباس احرام میں ایک

وضع میں دوش بدوش ایک قوم بلکہ ایک خانوادہ کی برادری بن کر کھڑی ہوتی ہیں اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کرتی ہیں۔ یہی وحدت کا وہ رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے۔ جو انسانوں میں جنگ وجدل اور فتنہ وفساد کے اسباب ہیں۔ اس لئے یہ حرم ربانی نہ صرف اس معنی میں امن کا گھر ہے کہ یہاں ہر قسم کی خونریزی اور ظلم وستم ناروا ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی امن کا گھر ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کی ایک برادری قائم کر کے ان تمام ظاہری امتیازات کو جو دنیا کی بدامنی کا سبب ہیں۔ مٹا دیتا ہے۔

لوگ آج یہ خواب دیکھتے ہیں کہ قومیت ووطنیت کی تنگنائیوں سے نکل کر وہ انسانی برادری کے وسعت آباد میں داخل ہوں۔ مگر ملت ابراہیمی کی ابتدائی دعوت اور ملت محمدی کی تجدیدی پکار نے سینکڑوں ہزاروں برس پہلے اس خواب کو دیکھا اور دنیا کے سامنے اس کی تعبیر پیش کی۔ لوگ آج تمام دنیا کے لئے ایک واحد زبان (اسپرنٹو) کی ایجاد وکوشش میں مصروف ہیں۔ مگر خانہ کعبہ کی مرکزیت کے فیصلہ نے آل ابراہیم کے لئے مدت دراز سے اس مشکل کو حل کر دیا ہے۔ لوگ آج دنیا کی قوموں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایک ورلڈ کانفرنس یا عالمگیر مجلس کے انعقاد کے درپے ہیں۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ساڑھے تیرہ سو برس سے یہ مجلس دنیا میں قائم ہے اور اسلام کے علم، تمدن، مذہب اور اخلاق کی وحدت کی علمبردار ہے۔

آج دنیا کی قوموں نے ''ہیگ'' (ہالینڈ) میں اقوام عالم کی مشترکہ عدالت گاہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ لیکن اس کے فیصلوں کو کسی طاقت سے منوا نہیں سکتیں۔ لیکن مسلمان اقوام عالم کے لئے یہ مشترکہ عدالت گاہ ہمیشہ سے قائم ہے۔ جس کی عدالت کا حقیقی کرسی نشین خود احکم الحاکمین ہے۔ جس کے فیصلہ سے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں۔

مسلمان ڈیڑھ سو برس تک جب تک ایک نظم حکومت یا خلافت کے ماتحت رہے یہ حج کا موسم ان کے سیاسی اور تنظیمی ادارہ کا سب سے بڑا عنصر رہا۔ یہ وہ زمانہ ہوتا تھا جس میں امور خلافت کے تمام اہم معاملات طے پاتے تھے۔ اسپین سے لے کر سندھ تک مختلف ملکوں کے حکام اور والی جمع ہوتے تھے اور خلیفہ کے سامنے مسائل پر بحث کرتے تھے اور طریق عمل طے کرتے تھے اور مختلف ملکوں کی رعایا آ کر اپنے والیوں اور حاکموں سے کچھ شکایتیں ہوتی تھیں۔ تو ان کو خلیفہ کی عدالت میں پیش کرتی تھی اور انصاف پاتی تھی۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ مسائل حج کے فوراً ہی بعد اللہ تعالیٰ نے ملک میں فساد اور بے امنی کی برائی کی اور فرمایا: ''بعضے آدمی ایسے ہیں کہ ان کی بات دنیا کی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہے اور جو اس کے دل میں ہے اس پر وہ خدا کو گواہ بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ پرلے درجہ کے جھگڑالو ہیں اور جب پیٹھ پھیریں تو ملک میں دوڑتے پھرتے ہیں کہ اس میں بے امنی برپا ہو اور تاکہ کھیتیاں اور جانیں تلف ہوں اور اللہ فساد پیدا کرنے کو پسند نہیں کرتا۔'' (بقرہ)

پھر دو آیتوں کے بعد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم سب کے سب امن میں ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (بقرہ)

اسلام کے احکام اور مسائل جو دم کے دم میں اور سال بہ سال دور دراز اقلیموں، ملکوں اور شہروں میں اس وقت پھیل سکے۔ جب سفر اور آمدورفت کا مسئلہ آسان نہ تھا۔ اس کا اصل راز یہی سالانہ حج کا اجتماع ہے اور خو

رسول اللہ ﷺ نے اپنے سب سے آخری حج جو حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اسی اصول پر کیا۔ وہ انسان جو تیرہ برس تک مکہ میں یکہ وتنہا رہا۔ ۲۳ برس کے بعد وہ موقع آیا جب اس نے تقریباً ایک لاکھ کے مجمع کو بیک وقت خطاب کیا اور سب نے سمعاً وطاعۃً کہا کہ آپ کے بعد خلفائے راشدینؓ اور دوسرے خلفائے زمانہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ علام نے اسی طرح سال بہ سال جمع ہوکر احکام اسلام کی تلقین وتبلیغ کی خدمت ادا کی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ نت نئے واقعات اور مسائل کے متعلق دنیا کے مختلف گوشوں میں اسلام کے جوابی احکام اور فتوے پہنچتے رہے اور پہنچتے رہتے ہیں۔

یہ اسی مرکزیت کا اثر ہے کہ بڑے بڑے صحابہؓ اور عالم، محدث، مفسر اور فقیہ جو اسلامی فتوحات اور نوآبادیوں کے سلسلہ میں تمام دنیا میں پھیل گئے تھے۔ وہ سال بہ سال پھر آ کر یہاں سمٹ جاتے تھے اور تمام دنیا کے گوشوں سے آ کر حرم ابراہیم علیہ السلام میں جمع ہوتے تھے اور باہم ایک دوسرے سے مل کر اس علم کو جو ابھی دنیا میں متفرق وپراگندہ تھا ابراہیمی درسگاہ کے صحن میں ایک دفتر میں جمع کر دیتے تھے۔ یہیں آ کر بخارا کا باشندہ اسپین اور مراکش کے رہنے والوں سے، شامی، عراقی اور مصری حجازی سے، بصری، کوفی سے کوفی بصری سے، ترمذی نیشاپوری سے، اندلسی، سندھی (ہندوستان) سے، رومی یمنی سے فیض پاتا تھا اور دم کے دم میں سندھ کا علم اسپین میں اور اسپین کی تحقیق سندھ میں پہنچ جاتی تھی۔ مصر کی تصنیف وروایت ترکستان میں، اور ترکستان کا فیصلہ مصر وشام میں پہنچ جاتا تھا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد عبداللہ بن عمرؓ اور عائشہؓ کے تلامذہ سے، اور ابن عباسؓ کے مسترشد ابوہریرہؓ کے مستفیدوں سے، اور انسؓ کے حلقہ کے فیضیاب علیؓ کے شاگردوں سے، مستفید وسیراب ہوتے تھے۔ یہی وہ مرکز تھا جہاں آئمہ مجتہدین باہم ایک دوسرے سے ملتے اور ایک دوسرے کے علم سے فیضیاب ہوتے تھے اور یہی تعارف وہ اصلی ذریعہ تھا جس کی بناء پر صحابہ کرام اور ان کے تلامذہ اور مستفیدین کے تمام دنیا میں پھیل جانے کے باوجود بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے حالات وواقعات ومغازی اور احکام وفرامین وصایا کا سارا دفتر پھر سمٹ کر ایک ہوگیا اور آپ کے سیر ومغازی اور احادیث وتعلیمات مرتب ومدون ہوکر ہر مسلمان کے سامنے آگئیں اور مؤطا صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی اور احادیث کے متعدد دفاتر عالم وجود میں آئے اور آئمہ مجتہدین کے لئے یہ ممکن ہوسکا کہ مسائل کے متعلق دوسرے اماموں کے خیالات ومعلومات سے مستفید ہوکر اجماعی مسائل کو الگ کرسکیں اور اس سے پہلے کی کتابیں مدون ہوں اور پھیلیں۔ ملک ملک اور شہر شہر کے علماء دوسرے ملک اور شہر کے علماء کے خیالات ومعلومات سے واقف ہوسکیں اور زمانہ کے حالات کے زیر اثر آج تک کم وبیش یہ سلسلہ قائم ہے۔

یہ اسی مرکزیت کا نتیجہ ہے کہ عام مسلمان جو اپنے اپنے ملکوں میں اپنے اپنے حالات میں گرفتار ہیں۔ وہ دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحراء کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے۔ ایک دوسرے سے ملتے ایک دوسرے کے درد وغم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے تھے۔ جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے۔ یہیں آ کر چینی، مراکشی سے تونسی، ہندی سے تاتاری، حبشی سے فرنگی زنگی سے، عجمی عربی سے، یمنی نجدی سے، ترکی افغانی سے، مصری ترکستانی سے، روسی الجزائری سے، افریقی یورپین سے، جاوی بلغاری سے ملتا ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم، ایک نسل، ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

اسی کا اثر تھا اور ہے کہ معمولی سے معمولی مسلمان بھی اپنے ملک سے باہر کی کچھ دنیا دیکھ آتا ہے۔ زمانہ کے رنگ کو پہچاننے اور سیاسیات کی پیچیدگیوں کو سمجھنے لگتا ہے۔ بین الاقوامی معاملات سے دلچسپی لیتا ہے اور دنیا کے ہر اس گوشہ حالات سے جس کے منارہ سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہو۔ اس کو خاص ذوقت ہوتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ ہر مسلمان دنیائے اسلام اور اسلامی ملکوں کے حالات وواقعات کے لئے بے چین نظر آتا ہے۔ پھر اسی کا نتیجہ ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمانوں کو بھی اچھی خاصی تعداد ایسی مل گئی جس کو دنیا کے سفر کا کچھ تجربہ ہوگا اور خشکی تری سے اس کو کچھ واقفیت ہوگی۔ دنیا کے جغرافی معلومات کے بڑھانے اور ترقی دینے میں سفر حج نے بہت کچھ مدد کی ہے۔ مسلمانوں میں بکثرت ایسے جغرافیہ نویس اور سیاح گذرے ہیں۔ جنہوں نے اصل میں حج کی نیت سے سفر کیا اور بالآخر سفر نے دنیا کی ایک عام سیاحت کی حیثیت اختیار کر لی۔ یاقوت رومی نے اپنے جغرافیہ تقویم البلدان کے مقدمہ میں مسلمانوں میں جغرافی معلومات کی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ اسی سفر کو قرار دیا ہے۔

رزق ثمرات: اس مرکز کو قائم اور آباد رکھنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس شور ویرانے میں بسنے والے کے لئے رزق کا کوئی سامان کیا جائے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعاء مانگی تھی کہ خداوندا، میں نے اپنی اولاد کو اس بے حاصل اور بے آب وگیاہ سرزمین میں آباد کیا ہے۔ تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکانا اور ان کے رزق کا سامان کرنا اور ان کو پھل کی روزی دینا اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعاء قبول فرمائی۔ اس کی ایک صورت یہ ہوسکتی تھی کہ یہاں کے بسنے والوں کے لئے زکوٰۃ خیرات کی کوئی رقم خاص کی جاتی۔ لیکن یہ ان لوگوں کی اخلاقی پستی اور دون فطرتی کا سبب ہو جاتی۔ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاتے جو ان کے منصب کی عزت اور شرف کے مناسب نہ ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تدبیر کی کہ ان کے دلوں میں تجارت کا شوق پیدا کیا اور اس کو ان کی روزی کا سامان بنا دیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا جہاں کہیں پرانی تاریخوں میں وجود نظر آتا ہے۔ وہ تجارت اور سوداگری کے بھیس میں ملتی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ہی کے زمانہ میں جو حضرت اسماعیل کے بھتیجے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ بنی اسماعیل کا تجارتی قافلہ عرب سے مصر کو جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ (تکوین ۳۷،۳۸ تا ۳۶) توراۃ کے متعدد مقامات میں عرب سوداگروں اور تاجروں کا خاص طور سے ذکر ملتا ہے۔ خود قریش بھی اپنے زمانہ کے بڑے تاجر اور سوداگر تھے۔ جس کا ذکر سورۃ القریش میں ہے۔ وہ ایک طرف یمن اور حبشہ تک اور دوسری طرف شام ومصر وروم تک جاتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ تجارت بھی مکہ معظمہ کے ہر ادنیٰ واعلیٰ کی شکم سیری کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے خود مکہ کی سرزمین کو اور حج کے مقام کو تجارت کی منڈی بنانے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اسلام سے پہلے بھی حج کا موسم عرب کا ایک بڑا میلہ تھا اور عکاظ وغیرہ کا بڑا بازار لگتا تھا۔ اسلام نے بھی اس کو باقی رکھا کہ یہ دعائے ابراہیمی کا مصداق اور اس شور وبے حاصل زمین کے بسنے والوں کے لئے روزی کا سامان تھا۔ اسلام کے بعد تمام دنیا سے مسلمان یہاں کے رہنے والے تجارت اور سوداگری سے اس قدر کما لیتے ہیں کہ وہ سال بھر کھا پی سکیں۔ مکہ سے مدینہ کو جب قافلہ جاتا ہے تو پورے راستہ اور منزلوں کے بدو اپنے پھل اور پیداوار لے کر آتے ہیں اور خرید وفروخت سے اپنی زندگی کا سامان حاصل کرتے ہیں۔ کھانا، پینا، مکان، سواری اور دوسرے ضروریات اسی شہر میں اس کا معاوضہ ادا کرتے ہیں اور آخر یہی زر معاوضہ اہل مکہ کو قوت لایموت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

قربانی کی اقتصادی حیثیت

اس ملک کی فطری پیداواروں میں اگر کوئی چیز ہے تو وہ جانوروں کی پیداوار ہے۔ اس بناء پر قربانی کے فریضہ نے بھی ان، اہل عرب اور اہل بادیہ کے لئے ان جانوروں سے اپنی روزی کے پیدا کرنے کا سامان کر دیا۔ ہر سال تقریباً ایک لاکھ حاجی قربانی کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض کئی کئی کرتے ہیں۔ اس حساب سے سالانہ لاکھوں جانوروں سے کم قربانی نہیں ہوتی۔

ابراہیمی دعاء کی مقبولیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعاء میں خاص طور سے پھلوں کا ذکر کیا تھا۔

''اور یہاں کے رہنے والوں کو پھلوں میں سے روزی دینا۔ (بقرہ)''

اس دعاء کا یہ اثر ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے بازاروں میں ہر وقت تازہ سے تازہ پھل، میوے، سبزی اور ترکاریاں نظر آتی ہیں اور دعائے ابراہیمی کا وہ جلوہ دکھاتی ہیں کہ زبان کے ذائقہ کے ساتھ ایمان کی حلاوت کا مزہ بھی ملنے لگتا ہے۔

تجارت

قرآن پاک کے محاورہ میں خدا کا فضل تلاش کرنے سے مقصود تجارت اور روزی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج کا ایک صریح مقصد تجارت اور حصول رزق کو بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورہ مائدہ میں ہے۔

''اور نہ ان کو (ستاؤ) جو ادب والے گھر کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے پروردگار کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہوئے۔ (المائدہ)''

یعنی ان کے مال واسباب کو لوٹنا جائز نہیں کہ اس بے اطمینانی سے حج کا ایک بڑا مقصد فوت ہو جائے گا۔ تجارت اور روزی حاصل کرنا بظاہر دنیا کا ایک کام معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام کے بعد بعض صحابہؓ نے اپنے اس خالص مذہبی سفر میں تجارت وغیرہ کسی دنیاوی غرض کو شامل کرنا اچھا نہیں سمجھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر حج کرنا اچھا نہیں کہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ بلکہ تجارت کرتے ہوئے چلو تو بہتر ہے۔ فرمایا:

''اور راہ کا توشہ (خرچ) لے کر چلو کہ راستہ کا سب سے اچھا توشہ تقویٰ (بھیک نہ مانگنا) ہے۔ تم پر گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرتے ہوئے چلو۔ (یعنی بیوپار کرتے ہوئے) (بقرہ)''

یہ اندیشہ کہ یہ دنیا کا کام ہے جو دین کے سفر میں جائز نہیں۔ درست نہ تھا کہ اوّل تو طلب رزق ہر حال میں بجائے خود اسلام میں عبادت اور نیکی کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کی بناء پر یہ خود حج کے مقاصد میں ہے کہ اس کے بغیر اس شہر کی آبادی، ترقی اور بقاء ممکن نہیں۔ یعنی حج کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت اور خدمت کے لئے اس شہر کی آبادی اور رونق قائم رہے۔ جس کا بڑا ذریعہ تجارت ہے۔ جاری ہے!

قادیانی اور جمہور مسلمان!

از نقاش پاکستان، ترجمان حقیقت، علامہ اقبالؒ

’’ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب بستے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت گہرا ہے۔ کیونکہ ان مذاہب کی بنا کچھ حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی۔ اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے اور چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے۔ اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔ اسی لئے مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے۔ جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ سمجھے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔

انسان کی تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ مغربی اور وسط ایشیاء کے مؤبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ مؤبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجراء کا تخیل نہایت لازم تھا۔ چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ غالباً یہ انتظار نفسیاتی حظ کا باعث تھی۔ عہد جدید کا انسان روحانی طور پر مؤبد سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ مؤبدانہ رویہ کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں اور ان کی جگہ مذہبی عیار نئی جماعتیں لا کھڑی کرتے۔ اسلام کی جدید دنیا میں جاہل اور جوشیے ملا نے پریس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قبل اسلامی نظریات کو بیسویں صدی میں رائج کرنا چاہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ ایسی تحریک کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھ سکتا۔ جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث بنے۔

اس قبل اسلامی مؤبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے۔ میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمن کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل وغیرہ کا عقیدہ۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ روح مسیح کا تسلسل، یہودی باطنیت کا جز ہے۔ پولی مسیح بال شم (BAL SHEM) کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر بوبر کہتا ہے۔

’’مسیح کی روح پیغمبروں اور صالح آدمیوں کے واسطہ سے زمین پر اتری۔‘‘

اسلامی ایران میں مؤبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ

اصطلاحات وضع کیں۔ تاکہ تاریخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے ضروری تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں۔ بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی مؤبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اوّل کی تاریخ اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔

اس حیرت انگیز واقعہ کو پروفیسر ونسنک نے اپنی کتاب موسومہ ''احادیث میں ربط'' میں نمایاں کیا ہے۔ یہ کتاب احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کے تین اولین تاریخی شواہد پر حاوی ہے اور یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ اسلام نے اس اصطلاح کو کیوں استعمال نہ کیا؟ یہ اصطلاح انہیں غالباً اس لئے ناگوار تھی کہ اس سے تاریخی عمل کا غلط نظریہ قائم ہوتا تھا۔ خاکی ذہن وقت کو مدور حرکت تصورت کرتا تھا۔ صحیح تاریخی عمل کو بحیثیت ایک تخلیقی حرکت کے ظاہر کرنے کی سعادت عظیم مسلمان مفکر اور مؤرخ یعنی ابن خلدون کے حصہ میں تھی۔

ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم کے لئے بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دن سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملازدہ کا خطاب دیا تھا اس تحریک کے مقابلہ میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔ اگر سرہربرٹ ایمرسن مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیں تو میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ موجودہ زمانے کے ایک فرنگی کے لئے جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو۔ اس کے لئے اتنی گہری نظر پیدا کرنی دشوار ہے کہ وہ ایک مختلف تمدنی رکھنے والی جماعت کے اہم مسائل کو سمجھ سکے۔

ہندوستان میں حالات بہت غیر معمولی ہیں۔ اس ملک کی بے شمار مذہبی جماعتوں کی بقاء اپنے استحکام کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ جو مغربی قوم یہاں حکمران ہے۔ اس کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ مذہب کے معاملہ میں عدم مداخلت سے کام لے۔ اس پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر بدقسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلم جماعت کا استحکام اس سے کہیں کم ہے۔ جتنا حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں یہودی جماعت کا رومن کے ماتحت تھا۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کے ماتحت ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنے اطاعت اور وفاداری کا یقین دلادے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔

اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
اناالحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

میں قدامت پسند ہندوؤں کے اس مطالبہ کے لئے پوری ہمدردی رکھتا ہوں۔ جو انہوں نے نئے دستور

میں مذہبی مصلحین کے خلاف پیش کی ہے۔ یقیناً یہ مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے پہلے ہونا چاہئے تھا۔ جو ہندوؤں کے برعکس اپنے اجتماعی نظام میں نسلی تخیل کو دخل نہیں دیتے۔ حکومت کو موجودہ صورت حالات پر غور کرنا چاہئے اور اس اہم معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے۔ عام مسلمان کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو تلعب بالدین کرتے پائے۔ اس کے دعاوی کو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے جھٹلایا جائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرہ میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔

اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطۂ نظر سے باغی ہے۔ حکومت کے لئے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔

دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماع وجود کے لئے خطرہ ہیں۔ اس مقام پر یہ دہرانے کی غالباً ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے بے شمار مذہبی فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کا فتویٰ ہی دیتے ہیں۔

ایک اور چیز بھی حکومت کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ ہندوستان میں مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے عموماً بیزار ہونے لگتے ہیں اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو ہی اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا جس کی شکل روس کی دہری مادیت سے ملتی جلتی ہوگی۔‘‘ (حرف اقبالؒ ص۱۲۱تا۱۲۷)

ماتلی سندھ میں یوم ختم نبوت

اس دفعہ ۷؍ستمبر کو جمعۃ المبارک کا دن تھا اور یہ وہ یادگار اور مبارک دن تھا کہ اس تاریخ کو ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔ اس مبارک تاریخ کو یادگار بنانے کے لئے حضرت مولانا محمد علی صدیقی صاحب نے ہمیں تاکید کی کہ ہم ماتلی کی تمام مساجد کے خطباء حضرات سے ملیں۔ انہیں لٹریچر دیں اور ان سے گذارش کریں کہ نبی کریم ﷺ کی عزت وناموس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ ۷؍ستمبر ۲۰۰۷ء کے جمعۃ المبارک میں اس دفعہ خصوصی طور پر نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کو بیان کریں اور قادیانیت اور اس کے کفریہ عزائم کو بیان کریں۔ ماتلی شہر کی ۲۰ عدد مساجد میں درخواست اور لٹریچر بنفس نفیس دیا گیا اور الحمدللہ! تقریباً تینوں مکتب فکر کی مساجد میں سیر حاصل بیان بھی ہوئے۔ جس سے جہاں عوام الناس کو نبی کریم ﷺ کے بلند درجات اور اعلیٰ کردار سے آگاہی ہوئی وہیں قادیانیت کے گندے اور غلیظ مذہب اور مرزا کے گندے کردار سے بھی آگاہی ہوئی۔ زیادہ تر مساجد میں آخر میں قادیانیت کے خاص الخاص مشروب شیزان اور شیزان نام سے وابستہ ہر چیز کا بائیکاٹ کرنے کا عہد لیا گیا۔

مولانا کریم بخش علی پوریؒ سے وابستہ چند یادیں!

مولانا اللہ وسایا

۱۹؍ستمبر ۲۰۰۷ء مطابق ۶؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ عصر سے قبل مولانا کریم بخش علی پوریؒ اپنے آبائی گاؤں باقر شاہ شمالی نزد خیرپور سادات میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا کریم بخش صاحبؒ ارائیں فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ آبائی پیشہ زمیندارہ تھا۔ ان کے والد ملک اللہ وسایا ارائیںؒ متوسط طبقہ کے زمیندار تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر مولانا محمد عمر صاحب سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ محمدیہ قصبہ مڑل، دار العلوم کبیر والا، قاسم العلوم ملتان، مخزن العلوم خانپور میں پڑھتے رہے۔ دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے ۱۹۷۱ء میں کیا۔ جبکہ فقیر نے دورہ حدیث ۱۹۶۶ء میں کیا۔ فقیر اور مولانا کریم بخش صاحبؒ کا عمر کا تفاوت بھی تقریباً اتنا ہی ہے۔ مولانا کریم بخشؒ دورہ سے فراغت کے بعد جامعہ مسجد معاویہ عثمان آباد میں امام وخطیب رہے۔ پھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دار المبلغین میں استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے مناظرہ کی تربیت حاصل کی۔ اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے یونٹ مغل پورہ کے سید شبیر شاہ صاحب تھے۔ انہوں نے دفتر مرکزیہ سے مبلغ طلب کیا۔ تب مرکز نے مولانا مرحوم کی وہاں پر تقرری کر دی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے اختتام تک آپ وہاں رہے۔ پھر مولانا عبدالرؤف جتوئیؒ کو مولانا غلام حیدرؒ صاحب کی اعانت کے لئے اسلام آباد بھیجا گیا۔ تب دفتر لاہور مجلس تحفظ ختم نبوت بالمقابل شاہ محمد غوث مزار بیرون دہلی دروازہ سرکلر روڈ میں مولانا کریم بخش صاحب کا تقرر کیا گیا۔ مولانا کریم بخش ایک اچھے ریلے مقرر تھے۔ مطالعہ، قادیانیوں سے گفتگو، درس، بیان، ان چیزوں میں گذارہ کرتے تھے۔ طبیعت کا لگاؤ اس طرف بالکل نہ تھا۔ تحریک، ذہن سازی، کوئی ڈیوٹی سخت سے سخت کیوں نہ ہو، اسے چیلنج سمجھ کر قبول کرنا اور پھر منطقی نتیجہ تک پہنچانا۔ قادیانی مسلم عدالتی تنازعہ ہو تو مقدمہ کی پیروی کرنا، اس سے باخبر رہنا اور دفتر کو باخبر رکھنا اور مقدمہ کی کامیابی کے لئے تمام وسائل وذرائع کو استعمال میں لانا۔ مجلس کے کاز کے لئے افسران سے رابطہ اور انہیں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی اسلام دشمنی سے باخبر رکھنا، مجلس کے لٹریچر کی اشاعت وتقسیم، مشترکہ اجتماعات میں مجلس کی نمائندگی، ان کاموں کے لئے مولانا کریم بخش صاحبؒ نہ صرف فٹ تھے بلکہ دیانتداری کی بات ہے کہ بعض کاموں کے لئے ان کی مساعی کو دیکھ کر رشک پیدا ہوتا تھا۔

مولانا کریم بخش صاحبؒ خوب مردم شناس تھے۔ جو شخص ان کے خیال میں کاز کے لئے مفید ہو سکتا تھا اس سے دوستی اور تعلقات نہ صرف بڑھاتے۔ بلکہ کبھی نہ ٹوٹنے دیتے۔ ان کے دکھ سکھ میں افراد خانہ کی طرح دلچسپی لیتے۔ جس شخص کے متعلق محسوس کیا کہ اس میں انفرادیت کی مرض ہے۔ قطار میں چلنے کی بجائے علیحدہ راستہ اختیار کرتا ہے یا خودستائی وخودفریبی میں مبتلا ہے۔ اسے ہمیشہ باتوں باتوں میں رسمی طور پر علیک سلیک کے بعد فارغ کر دیتے۔ کبھی نہ ان سے ملنے جاتے اور اگر وہ ملنے آ گیا تو نہ اس کے لئے کوئی اہتمام کرتے۔ غرض ٹرخانوے

لگاتے اور جو جوہر قابل دیکھا تو اس کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کرتے۔

مولانا مرحوم بنیادی طور پر زمیندار تھے اور طبیعت میں غریب پروری تھی۔ باوفا انسان تھے۔ مشرقی پاکستان سے ایک ساتھی چوہدری محمد ہاشم پاکستان آئے ہوئے تھے کہ ڈھاکہ فال ہوگیا وہ یہیں رہ گئے۔ ان کا یہاں کوئی عزیز نہ ٹھکانہ تھا۔ نہ ہی پڑھنے پڑھانے کے آدمی تھے۔ سیلانی طبیعت تھی۔ جرنیلی ڈنڈا ہاتھ میں ہوتا۔ آج یہاں، کل وہاں۔ جمعیت علمائے اسلام کے بنیادی نظریاتی کارکن تھے۔ جب لاہور آتے تو مولانا کریم بخش صاحبؒ کے ہاں ان کا ڈیرہ ہوتا اور مہینوں وہ مولانا کے ہاں رہتے۔ مولانا جو روکھی سوکھی کھاتے اسے بھی شریک رکھتے۔ نام کریم بخش تھا تو مزاجاً بھی کریم النفس تھے۔

اسی طرح ایک ساتھی عبدالغفور حقانی جو اوچ شریف کی اعوان فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ بلا کے ورکر، انتھک اور محنتی، نظریاتی کارکن۔ وہ مولانا مرحوم کے ہاں رہنے لگے اور سالوں مولانا مرحوم کے ساتھ رہے۔ مولانا کی کریم النفسی کہ ایک دن بھی معاملہ تو تکار تک نہیں گیا۔ یہ حقانی صاحب بعد میں علامہ ممتاز اعوان ہوئے۔ ختم نبوت یوتھ فورس، شبان ختم نبوت اور آج کل پاسبان ختم نبوت کے مرکزی رہنماء ہیں۔ حق تعالیٰ بہت ہی برکتوں سے نوازیں۔

اسی طرح ایک ساتھی اچھے ورکر جناب حافظ محمد اکبر صاحب جتوئی کے تھے۔ وہ اخبار جنگ لاہور میں ملازم ہوئے۔ پھر ملتان، انہوں نے بھی محبان یا عاشقان مصطفیؐ کے نام سے ایک انجمن قائم کی اور یوں نعت خوانی کے ذریعہ وہ خدمت خلق کرتے رہتے تھے۔ یہ بھی عرصہ تک حضرت مولانا کریم بخش صاحبؒ کے ساتھ دفتر میں مقیم رہے۔ اوپر جن حضرات کا تذکرہ ہوا یہ سب مولانا کریم بخش صاحبؒ کے اخلاص وتقویٰ ودیانت وشرافت کے قائل اور بھرپور مداح ہیں۔ اس حیثیت سے ان کی گواہی بہت وزنی حیثیت رکھتی ہے کہ یہ سب مولانا مرحوم کے شب وروز کے ساتھی تھے۔

علاقائی حیثیت سے جناب نوابزادہ نصر اللہ خان، جناب سردار منظور احمد خان گوپانگ اور دوسرے رہنماؤں سے ان کے بہت اچھے تعلقات تھے اور ان تعلقات سے وہ اپنے غریب ساتھیوں کے کام آتے تھے۔ مولانا کریم بخش صاحبؒ اور فقیر چند سالوں کے فرق سے مجلس میں شامل ہوئے۔ فقیر سے ان کا جماعتی تعلق، ذاتی تعلق میں بدل گیا۔ فقیر لائل پور رہا یا چناب نگر۔ زیادہ کام لاہور سے متعلق ہوتے تو مولانا مرحوم سے ہفتہ، عشرہ، پندرہ دن حد مہینہ میں ایک ملاقات لازمی ہوتی تھی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے نتیجہ میں چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دیا گیا۔ مجلس کے مدارس ومساجد قائم ہونی شروع ہوئیں۔ تو ان کا لائل پور اور چناب نگر آنا یا فقیر کا لاہور جانا رہتا تو یہ جماعتی دوستی، ذاتی محبت میں بدل گئی۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مجلس کا دفتر لاہور، آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر بنا۔ اس تمام تحریکی زمانہ میں مولانا کریم بخش صاحبؒ نے جان جوکھوں میں ڈال کر بھرپور محنت کی۔ چند واقعات جو اس وقت بھی ذہن کی ڈسک میں محفوظ ہیں۔ وہ عرض کرتا ہوں:

۱...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانی مرکز ربوہ کے نام کی تبدیلی کے مطالبہ نے زور پکڑا۔مجلس نے آل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس جو پاکستان بننے کے بعد چنیوٹ میں منعقد ہوتی تھی۔اسے چناب نگر میں منتقل کیا۔ربوہ کے نام کو صدیق آباد سے تبدیل کرنے کی ایک بار قرارداد منظور ہوئی۔اس کانفرنس میں کاہنہ نو ضلع لاہور کے جناب فیروز الدین تشریف لاتے تھے۔یہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے عاشق صادق تھے۔ان کا بیعت کا تعلق غالباً حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تھا۔انہوں نے کاہنہ نو سے مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد براستہ چنیوٹ ضلع جھنگ منی آرڈر کرایا۔تاکہ سرکاری کاغذات میں نام کی تبدیلی مانوس ہو۔

ایسے مخلص ورکر اور ذہین تھے۔یہ سب کچھ اکابر کی صحبتوں کی برکت کا اثر تھا۔انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میری لائبریری کی تمام کتب ورسائل کو چناب نگر مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کی بخاری لائبریری کے لئے مجھ سے لے لیا جائے۔مولانا کریم بخش صاحبؒ نے مجھے اطلاع کی۔مولانا نذیر احمد بلوچ کے پاس گاڑی تھی۔ان کے ہمراہ مولانا کریم بخشؒ، فقیر راقم ہم تینوں گئے۔ان کی لائبریری سے کتب اور رسائل اٹھالائے۔اس میں ہفتہ وار چٹان، ہفتہ وار خدام الدین، ہفتہ وار ترجمان اسلام کے رسائل کی معتدبہ تعداد تھی۔ہر رسالہ فیروز الدین صاحب کا پڑھا ہوا۔اہم بات انڈر لائن کی ہوئی اور حاشیہ پر اپنی طرف سے ریمارکس درج تھے۔گاڑی کی ڈگی، پچھلی سیٹ چھت تک بھر گئیں۔کچھ چھت پر رکھیں۔گاڑی فل کر کے نکلے۔چونگی سے گذرے انہوں نے بھری گاڑی دیکھ کر سمجھا کہ شاید دوائیوں کے ڈبے ہیں، محصول نہیں دیا۔انہوں نے گاڑی تعاقب میں لگادی۔مولانا بلوچ کی رگ ظرافت پھڑکی انہوں نے گاری تیز کر دی ان کا شک یقین میں بدل گیا۔اب دونوں گاڑیوں کا مقابلہ شروع ہوگیا۔مولانا نذیر بلوچ کو بہت سمجھایا کہ آپ ان کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ان کا موقف کہ شغل کر رہا ہوں۔خیر ہماری منت پر مان گئے رفتار کم کر دی۔چونگی والوں کی گاڑی آگے آکر راستہ روک کر کھڑی ہوگئی۔شکار پھنس گیا کے نشہ میں وہ گاڑی سے اترے۔ہماری گاڑی کو آکر دیکھا۔پرانے رسائل وکتب دیکھ کر ان کی پیشانی عرق آلود ہوگئی کہ اس میں تو محصول کی کوئی چیز نہیں۔مولانا بلوچ نے قہقہہ لگایا وہ کھسیانے ہوگئے۔انہوں نے گاڑی چلادی اور یوں معاملہ ختم ہوگیا۔یہ تمام کتب ورسائل بوریوں کارٹنوں میں بند کر کے مولانا کریم بخشؒ نے چناب نگر بھجوادیئے۔

اسی طرح حافظ عبدالرحمن صاحب تلہ گنگ کے ساتھی تھے۔انہوں نے بھی اپنی تمام کتب بخاری لائبریری چناب نگر کے لئے بھجوادیں۔حیدرآباد سندھ میں مجلس کا پہلے کرایہ کا دفتر تھا۔(اب تو بہت اچھا ملکیتی دفتر ہے) کرایہ کا دفتر تبدیل ہوا تو وہاں کی ایک شاندار بڑی آہنی لائبریری مولانا بلوچ ظاہر پیر میں لائے۔حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مولانا قاضی اللہ یار خانؒ کو بھیج کر وہ الماری ملتان منگوائی۔ملتان سے چناب نگر تعمیراتی سامان کا ٹرک جاتا تھا۔الماری بھی رکھ دی جو چناب نگر پہنچ گئی۔اس الماری سے لائبریری میں کتابوں کو رکھنے سے لائبریری کا افتتاح ہوا۔پھر ملتان سے ایک اور آہنی الماری آگئی۔مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کے کمرہ نمبرے کو ابتداً لائبریری کے لئے مختص کیا گیا۔قیام پاکستان کے بعد مجلس نے چنیوٹ میں دارالمبلغین قائم کیا۔مناظر اسلام مولانا

لال حسین اخترؒ وہاں مناظرہ کی کلاس لگاتے تھے۔ یہ دارالمبلغین شاہی مسجد کے کمروں میں قائم تھا۔ اس میں لکڑی کی بغیر رنگ کے ایک خستہ سی الماری تھی۔ آج کل وہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کے مطبخ میں برتنوں کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ پہلے کی دو متذکرہ الماریاں اب لائبریری جو کمرہ نمبر۲ کے حال میں منتقل ہوئی وہاں موجود ہیں۔

۲...... صاحبزادہ حافظ محمد عابد مرحوم نے حضرت میاں جان محمد صاحبؒ باگڑ سرگانہ والے جو حضرت ثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ ان کی لائبریری بمع دو عدد لکڑی کی بڑی سائز کی عمدہ الماریاں دیار کی لکڑی کی عمدہ نقش سے بنی ہوئیں میاں صاحب مرحوم کے صاحبزادہ میاں خان محمد صاحب کو کہہ کر ملتان بھجوائیں۔ تفسیر، حدیث، سیرت، تاریخ کی کتابیں ملتان مجلس کی لائبریری میں درج ہوئیں۔ درسی کتب حضرت مولانا فیض احمد شیخ الحدیث کے مدرسہ کو دے دی گئیں۔ دونوں الماریوں کا سپرٹ پالش کرایا۔ پہلے ماہنامہ لولاک کے لئے زیر استعمال رہیں۔ پھر ان کو ملتان سے چناب نگر بھجوایا گیا۔ آج کل وہ کورس و کانفرنس کے موقعہ پر قابل فروخت کتب مکتبہ کے لئے زیر استعمال ہیں۔ چناب نگر بخاری لائبریری جو کمرہ نمبر۲ میں ہے۔ اس کی تمام بقیہ الماریاں سرگودھا سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے ذریعہ بنوا کر بھجوائیں۔ فقیر جس وقت چناب نگر گیا۔ اس وقت لائبریری میں ایک کتاب نہ تھی۔ یوں اکٹھا کر کے کتابیں آنا شروع ہوئیں۔ اس وقت پانچ ہزار کے لگ بھگ کتب ہیں۔ صرف ایک بار پانچ سات ہزار کی کتابیں خریدیں۔ باقی سب ادھر ادھر سے جمع ہوئیں۔

۳...... فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ جہاں جاتے ان کی کتب کے بکس ان کے ہمراہ ہوتے۔ وہ آخری سفر میں چناب نگر سے لاہور گئے تو وہ کتب ان کے ہمراہ تھیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے ورثاء سے معاملہ طے کر کے ان کتب کو لاہور دفتر میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ لائے۔ مولانا کریم بخش صاحبؒ نے ان کو چناب نگر بھجوایا۔ اس کے دو زنگ آلود بکسے خستہ حالت میں قاری شبیر احمد کے زیر استعمال تھے۔ اگر انہوں نے ضائع نہیں کئے واپس کر دیں تو رنگ کرا کر لائبریری میں رکھ دیں۔ ہماری ان سے یادیں وابستہ ہیں۔ اب کمرہ نمبر۲ میں لائبریری کی تمام الماریاں فل ہیں۔ کتب کے ڈھیر لگے ہیں۔ مزید الماریاں اس لالچ میں نہیں بنوا رہے کہ یہ کمرہ بھی لائبریری کے لئے ناکافی ہے۔ مدرسہ کے سامنے پلاٹ جو خریدے ہیں اس میں لائبریری ہال بننا چاہئے تو کتب کو وہاں منتقل کیا جائے۔ یہ ہماری زندگی میں نہ ہو تو جب بھی ہو۔ لیکن جو رفقاء ہوں وہ لائبریری سیٹ کرتے وقت ''گلستان میں جب بہار آئے تو ہمیں یاد رکھنا''

۴...... ایک قادیانی کتاب ''تذکرۃ المہدی'' اس میں ایک غلیظ حوالہ ہے۔ یہ ایک کتاب صرف حضرت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمدؒ کے پاس تھی۔ وہ سٹیج پر خود حوالہ نہ پڑھتے، یہ حوالہ کسی نوجوان سے پڑھاتے تو مجمع میں قادیانی اخلاق باختگی سن کر سراسیمگی پھیل جاتی۔ قاضی صاحب اندرون سندھ سے ٹرین پر سفر کر رہے تھے۔ کتب کا بکس آہنی زنجیر سے سیٹ کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ کسی بدبخت نے وہ زنجیر کاٹ کر چرا لیا۔ اس میں یہ کتاب بھی تھی۔ فقیر نے واقعہ سن رکھا تھا۔ کتاب کا نام معلوم نہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ سے اس کا نام

پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حوالہ ہے۔ وہ لکھنے کا...... نہیں۔ چناب نگر قیام کے دوران میں ایک مسلمان پروفیسر کے قادیانی شاگرد سے قادیانیوں کی خلافت لائبریری سے وہ کتاب ایشو کرائی۔ پروفیسر صاحب نے وہ کتاب لاکر دی۔ تین دن کا وقت تھا کتاب واپسی کے لئے۔ وہ کتاب لی اور فقیر لاہور جادھمکا۔ کتاب کھول کر تین سیٹ فوٹو تیار کرائے۔ چناب نگر، ملتان، محترم باوا صاحب کو کراچی وہ فوٹو بھجوائے۔ کتاب دوبارہ اسی طرح جلد کرائی کہ باہر کی چیٹ اور اندر کا کاغذ سب کچھ وہی۔ پروفیسر صاحب کو بھی اس وقت نہ بتایا کہ میں نے اس کتاب سے یہ واردات کی ہے۔ جب ان کے قادیانی شاگرد کے ذریعہ قادیانی لائبریری میں اصل کتاب واپس جمع ہوگئی تب پروفیسر صاحب کو بتایا۔ اس وقت تو وہ حیران ہوگئے۔ لیکن نقصان یہ ہوا کہ پھر کسی بھی کتاب کے منگوانے کے لئے کنی کترانے لگے۔ یہ پروفیسر حافظ محمد یوسف تھے۔ جو آج بھی زندہ سلامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ پھر بعد میں کہیں سے مولانا منظور الحسینیؒ بھی اصل کتاب ڈھونڈ لائے۔ پھر ایک نسخہ اصل کہیں اور جگہ سے مل گیا۔ اب قادیانیوں نے اس کتاب کو کمپیوٹر پر شائع کیا ہے۔ وہ لفظ کھا گئے۔ وہاں...... نقطے قادیانیوں نے ڈال دیئے ہیں۔ اس کتاب کا فوٹو اور جلد لاہور میں سب مراحل مولانا کریم بخش صاحب کے ذریعہ طے ہوئے تھے۔

۵...... مولانا نظام الدین بی، اے گوہاٹیؒ جن کا فراق یاراں میں تفصیل سے تذکرہ ہے۔ احتساب ج۱۴ میں ان کے تمام رسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ مولانا مرحوم کے ایک صاحبزادہ جناب عنایت اللہ برق ریٹائرڈ چیئرمین واپڈا نے مولانا کریم بخش صاحبؒ کو فون کیا کہ میرے والد صاحب کی ردقادیانیت پر کتب ورسائل کو مجلس کی مرکزی لائبریری ملتان کے لئے مجھ سے وصول کرلیں۔ فقیر ایک دن لاہور گیا۔ باتوں باتوں میں مولانا کریم بخشؒ نے فون کا تذکرہ کیا۔ ہفتہ دس دن سے فون آیا ہے۔ کتابیں لینے جانا ہے۔ فقیر نے سنا تو زمین پاؤں تلے سے نکل گئی کہ اتنا اہم کام اور مولانا مرحوم نے پرواہ نہیں کی۔ اصل میں وہ کتابوں کا مسئلہ کو بہت توجہ سے نہیں لیتے تھے۔ علی الصبح موٹر سائیکل پر بیرون دہلی دروازہ سے نکلے۔ شیر پاؤ پل گذر کر بائیں ہاتھ آفیسر کالونی ہے۔ واپڈا کے سابق چیئرمین عنایت اللہ برق صاحب کے ہاں جادھمکے۔ انہوں نے الماریاں دکھادیں۔ ہم نے کتابیں جمع کیں۔ موٹر سائیکل پنکچر ہوگیا۔ وہیں چھوڑا۔ برق صاحب کی گاڑی پر کتابوں کے گٹھڑ دفتر لائے۔ بعد میں مولانا کریم بخشؒ نے وہ کتابیں ملتان بھجوادیں۔

۶...... جب مولانا کریم بخش صاحبؒ لاہور مغلپورہ کے مبلغ تھے۔ یہ ۱۳۹۲ھ غالباً ۱۹۷۲ء کا دور بنتا ہے۔ تب مغلپورہ میں ایک قادیانی سے فقیر کا باضابطہ مناظرہ ہوا۔ اس میں حضرت مولانا محمد حیاتؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ بھی موجود تھے۔ بعد میں ۱۳۹۲ھ کی مجلس کی روئیداد کے مقدمہ ص ۱۸، ۱۹ پر اس مناظرہ کی حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مختصر رپورٹ لکھی۔ جو یہ ہے:

’’عرصہ دراز سے مرزائی میدان مناظرہ سے راہ فرار اختیار کر چکے تھے۔ اس سال (۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۹۷۲ء) شالامار باغ لاہور کے نواح میں میدان خالی پا کر مرزائیوں نے مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ مقامی علمائے کرام نے مرزائیوں کی تمام شرائط قبول کرلیں۔ مناظرہ مرزائیوں کے گھر ہوگا۔ فریقین کے مخصوص آدمی بیٹھ سکیں گے۔

حیات مسیح اور صدق وکذب مرزا غلام احمد دو موضوع ہوں گے اور باوجود غلام احمد کے زیر بحث آنے کے غلام احمد کی کتابیں پیش نہ کی جاسکیں گی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت مغل پورہ گنج لاہور کے اراکین محترم جناب سید شبیر حسین شاہ صاحب امیر مجلس مغل پورہ کی قیادت میں باطل کی تردید کے لئے مخالف لہروں کے باوجود سیدھا تیرنے میں ہی لطف محسوس کرتے ہیں۔ انہیں جب علم ہوا تو باوجودیکہ شرائط مناظرہ مرزائی مناظر نے مرتب کی تھیں۔ سب مان لیں اور دفتر اطلاع دی۔ حضرت امیر مرکزی مولانا لال حسین صاحبؒ نے طے فرمایا کہ مناظرہ جماعت کے نئے مناظر مولانا اللہ وسایا صاحب مبلغ لائل پور کریں گے اور مجلس مناظرہ کے سامعین میں مولانا محمد حیات صاحبؒ شرکت فرما ہوں گے۔ مناظرہ آٹھ بجے صبح شروع ہوا۔ پہلی مجلس میں حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو ہوئی۔ فاضل نوجوان مولانا اللہ وسایا صاحب نے مرزائی مبلغ کا ایسا تعاقب کیا کہ وہ اپنے ہی دلائل میں الجھ کر رہ گیا۔ پہلی مجلس کے اختتام پر مسلمان شرکاء مجلس نے مولانا محمد حیاتؒ کو مبارکباد دی کہ آپ حضرات کی محنت سے آپ کے بعد صداقت اسلام کے لئے مناظرہ کا میدان خالی نہیں۔ مرزائی شرکاء مجلس نے اعتراف کیا کہ مجلس میں گفتگو متانت شرافت کے ساتھ علمی دائرہ میں محدود رہی۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے بعد جب دوبارہ مرزائیوں کے مکان پر گئے تو مرزائی لیت ولعل سے کام لے رہے تھے۔ اتنے میں پولیس سب انسپکٹر مع گارڈ تشریف لائے اور کہا کہ آپ لوگ کیوں جمع ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ اپنے گھر میں مسئلہ کی افہام وتفہیم کے لئے جمع ہیں۔ کسی قسم کا نقص امن کا خطرہ نہیں۔ مرزائی مالک مکان مع مرزائی مناظر کے بول اٹھا کہ جناب مکان ہمارا ہے اور نقص امن کا شدید خطرہ ہے۔ پولیس نے مجلس برخاست کرنے کو کہا۔ مولانا اللہ وسایا کے سوال پر سب انسپکٹر پولیس نے ہنس کر کہا کہ مولانا مجھے یہی لوگ تو بلا کر لائے ہیں۔ اب آپ ان کی جان بخشی کریں۔'' (مقدمہ روئیداد ۱۳۹۲ھ مجلس ص ۱۸، ۱۹)

۷...... مارچ ۱۹۸۹ء میں قادیانی جماعت صد سالہ جشن منانے کی تیاری کرنے لگی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے امت مسلمہ کے تعاون سے آواز بلند کی۔ قادیانیوں کے جشن پر پابندی لگ گئی۔ قادیانیوں نے ہائیکورٹ لاہور میں رٹ دائر کردی۔ جسٹس خلیل الرحمٰن صاحب کے ہاں سماعت کے لئے منظور ہوگئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے وکیل سید ریاض الحسن گیلانی، جناب محمد اسماعیل قریشی کی خدمات حاصل کیں۔ اس زمانہ میں پنجاب کے ڈپٹی اٹارنی جناب نذیر احمد غازی تھے۔ انہوں نے مجلس سے فرمایا کہ میری تیاری کرادیں تو میں سرکاری وکیل ہوں۔ اس سے بات میں وزن ہوگا۔ مولانا کریم بخشؒ اور فقیر نے ان کے دفتر جاکر خدمت کی۔ ایک دن انہوں نے جسٹس محبوب احمد صاحب کی تقریر کا پمفلٹ دیا۔ جس میں ختم نبوت کا تذکرہ تھا۔ وہ حوالہ کورٹ میں فائدہ مند ہوسکتا تھا۔ نیز یہ کہ میاں محبوب احمد اس وقت چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ بھی تھے۔ غازی نذیر صاحب نے فرمایا کہ یہ پمفلٹ شائع ہونا چاہئے اور کل اس کا حوالہ پیش ہو تو پورے عدالتی کمرہ میں یہ تقسیم بھی ہوجائے۔ اب صرف ایک رات درمیان میں تھی۔ مولانا کریم بخش صاحبؒ نے وہ رسالہ لیا۔ اس زمانہ میں نسبت روڈ چوک سے سرکلر روڈ پر جائیں تو ایک گلی کے کمرہ میں ایک کاتب صاحب ہوتے تھے۔ بہت ہنس مکھ، سگریٹ اور چائے کے رسیا، ہلکا بدن، خشخشی داڑھی، موڈی آدمی تھے۔ لیکن جب وعدہ کر لیتے تو نبھاتے تھے۔ ویسے مولانا کریم بخشؒ نے ان سے دوستی گانٹھ رکھی

تھی۔ ان کو شام کے قریب پمفلٹ دیا کہ رات گئے کتابت ملنی چاہیے۔ میں نے آج رات شائع کرنا ہے۔ انہوں نے حامی بھرلی۔ رات کے بارہ بجے تک فقیر نے غازی صاحب کے کمرہ میں حوالہ جات کا کام مکمل کیا۔ صبح نماز کے بعد عدالت جانے سے قبل ان کی ترتیب قائم کرنے کا طے ہوا۔ مولانا نے غازی صاحب کے دفتر سے مجھے لیا۔ اپنے دفتر چھوڑا، کتابت لائے، پروف دیکھا۔ میں تو سو گیا وہ پروف لے کر گئے۔ غلطیاں لگوائیں۔ پریس دیا۔ صبح نماز سے قبل واپس گئے۔ پمفلٹ اٹھایا۔ فولڈر کے سپرد کیا۔ نماز صبح کے بعد مجھے لیا۔ غازی صاحب کے دفتر چھوڑا، حوالہ جات کی ترتیب قائم ہوئی۔ کتب کے بکس تیار ہوئے۔ چائے کے لئے وہاں سے نکلے۔ کسی تھڑے پر مولانا کریم بخش نے ناشتہ کرایا۔ کتابیں اٹھائیں عدالت میں لائیں۔ مجھے وہاں بٹھایا خود نکل کھڑے ہوئے۔ غازی صاحب تیار ہوکر عدالت تشریف لائے۔ ماحول کو دیکھا۔ دوستوں سے ملے میرے پاس آئے اور پوچھا کہ پمفلٹ کا کیا بنا۔ میں سہم گیا کہ وہ تو ابھی نہ پہنچا تھا۔ نظر اٹھائی تو مولانا کریم بخش بنڈل تھامے سامنے سے ہال میں داخل ہوئے۔ پمفلٹ غازی صاحب نے کھولا تو نہال ہوگئے۔ غرض یہ مولانا کریم بخش صاحب کی ایک رات کی محنت کی رپورٹ ہے۔

۸...... ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور کے انچارج مولانا کریم بخش تھے۔ آپ نے میٹنگ پر میٹنگ بلانے، لاہور میں مرکزی قیادت، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا علی غضنفر کراروی، حضرت مولانا قاری محمد اجمل خانؒ، مولانا علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، جناب چوہدری غلام جیلانیؒ وغیرہم کے ساتھ جس طرح رابطہ رکھا اور تحریک کے بانکپن کو مدہم نہ ہونے دیا۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا محمد ضیاء القاسمی کی ہر مرکزی میٹنگ پر لاہور تشریف آوری سے فائدہ اٹھا کر لاہور میں کانفرنس پر کانفرنس رکھنا یہ اکیلے مولانا کریم بخش کا وہ کارنامہ ہے۔ اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

۹...... دفتر ختم نبوت لاہور بالمقابل شاہ محمد غوث مزار کے بالائی حصہ میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ مرحوم رہائش پذیر تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی صاحبزادی اس مکان میں رہائش پذیر رہیں۔ انہوں نے اپنا مکان بنایا اس میں منتقل ہوئیں تو یہ مکان خالی ہوگیا۔ مولانا کریم بخش نے کمروں کو سیڑھیوں کو تالا لگا دیا۔ کچھ عرصہ بعد اوپر متصل رہائش پذیر ہمسایہ نے اندر سے دروازہ کھول کر اس کے ایک حصہ پر قبضہ کرلیا۔ اب ہمسایوں سے لڑائی لڑنا اور فتنہ مول لینا دشوار امر تھا۔ مولانا کریم بخش اس پر بہت دل گرفتہ ہوئے۔ لیکن ان کی عقل رسا نے اس گتھی کو سلجھانے کے لئے بجائے لڑائی کے اس قابض ہمسایہ سے یاری گانٹھ لی۔ اسے باور کرا دیا کہ اس قبضہ پر گویا دفتر والوں کو کوئی پرخاش نہیں۔ اس پر خاصہ وقت گذار دیا۔ جب انہوں نے اعتبار کرلیا۔ تو مولانا کریم بخش نے اوپر کے صحن جس پر دفتر کا قبضہ تھا اور ایک کمرہ اس کے فرش پر لوہے کا جال بچھوا کر لینٹر ڈلوایا۔ اسے چمکتا دمکتا کر دیا۔ قابض ہمسایہ کو کہا کہ اس کمرہ جس پر اس نے غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا۔ اگر کہیں تو اس کا فرش بھی درست کر دیں۔ وہ بھڑ ے میں آ گیا۔ سامان اٹھا لیا۔ مولانا نے پورے کمرہ کا فرش کھلوا کر اسے نیا کرنے پر مستری لگا دیئے۔ دیواروں کا بیکار رختہ پلستر بھی اتروا دیا۔ غرض کمرہ کو ایک بار تو رہائش کے قابل نہ چھوڑا بظاہر اس کی درستگی پر

ہفتہ دس دنوں کا کام نکل آیا۔ اس دوران تیاری کر کے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، فقیر راقم اور مولانا احسان اللہ فاروقی کو دفتر بلایا۔ صورتحال کا معائنہ کرایا اور اب پہلی بار بتایا کہ آج میں نے ان کا دروازہ بند کر کے قبضہ واپس لینا ہے۔ یہ کارروائی میرے ذمہ، آگے آپ سنبھالیں گے۔ ہمسایہ سیالکوٹ گیا ہوا تھا۔ مولانا کریم بخش نے دروازہ بند کر کے اس پر چنائی لگائی اور پوری دیوار کو پلستر کرا دیا۔ ہمسایہ کی مستورات نے شور کیا کہ یہ کمرہ ہم نے کرایہ پر لیا ہوا ہے۔ ہمارے پاس کاغذ ہیں۔ مائی، بہن، خالہ کہہ کر ان کو چپ کرا دیا کہ آپ اپنے مرد کو بلائیں وہ بات کریں۔ مالک مکان کو مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے شیشہ میں اتار لیا کہ اس غاصبانہ قبضہ پر آپ نے ہماری اعانت نہیں کی۔ یہ آپ کی زیادتی تھی۔ اب قبضہ واپس ہم نے لے لیا ہے۔ آپ نے صحیح بیان نہ دیا تو اس غاصب کی بجائے ہماری لڑائی آپ سے ہوگی وہ مان گیا۔ شام کو ہمسایہ آیا شور کیا۔ پنچائیت ہمسائے جمع ہوئے شور اٹھا پولیس آ گئی۔ اسے صحیح صورت حال کا علم ہوا۔ سب نے ہمسایہ کو سمجھایا وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا اور حق بحقدار رسید قبضہ واپس مل گیا۔ یوں مولانا نے اس گھتی کو سلجھایا کہ سب حیران رہ گئے۔ مسلم ٹاؤن عائشہ مسجد کی آبادی میں سب سے زیادہ آپ کی بیدار مغزی کام آئی اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تا قیام قیامت اس کا ثواب آپ کی روح پر فتوح کو ہوگا۔

11...... مولانا کریم بخش ایسے جماعتی معاملات نہیں بلکہ ذاتی معاملات کو بھی خوش اسلوبی سے طے کرنے کے ماہر تھے۔ خالص ذاتی نوعیت کا گھریلو معاملہ ہے۔ لیکن ہزارہا لوگوں کے سامنے ہوا، بیان کر دینے میں حرج نہیں۔ ہوا یہ کہ آپ کا نکاح ماموں کی صاحبزادی سے اور ماموں کے بیٹا کا عقد مولانا کی بھتیجی سے قرار پایا۔ یہ بچی چھوٹی تھی۔ ماموں نے شرط لگا دی کہ آپ کی بچی چھوٹی ہے کل کو کوئی مکر جائے تو پہلے میں منگنی کروں گا۔ جس دن مولانا کی برأت جانی تھی اس سے ایک دن قبل وہ منگنی کے لئے آئے۔ لیکن ڈھول باجے ساتھ لائے، مولانا کی جوانی، عالم دین، دینی گھرانی، انہیں غصہ آیا، ڈنڈا لیا، پورے لاؤلشکر کو ڈنڈے کی نوک پر رکھا سب کو بھگا دیا۔ اب صرف ایک رات اور اگلا آدھ دن ان کی برأت میں وقت باقی تھا۔ اس کارروائی پر دیکھا کہ معاملہ بگڑ گیا۔ ایک آدھ ہمسایہ اور والد کو ماموں کے ہاں روانہ کیا کہ آپ نے زیادتی کی۔ غیر شرعی رسوم اور حرام امور کا ارتکاب کیا۔ ہم سے بھی غلطی ہوئی۔ ایسے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ لیکن ہونیا اب آپ کی اور ہماری عزت اسی میں ہے کہ آپ مولانا کی شادی انجام پذیر ہونے دیں۔ ماموں بہت گرم اور سٹ پٹائے۔ لیکن مولانا کے والد صاحب کی منت سماجت پر راضی ہو گئے۔ البتہ شرط یہ لگا دی کہ برأت آئے میرے گھر سے دو ایکڑ دور کھیتوں میں کھڑی رہے۔ مولانا کے والد کو کہا کہ اکیلے آپ آئیں میں اپنی بچی آپ کے ہاتھ روانہ کر دوں گا۔ اس پر وہ راضی ہو گئے۔ اب گرد و نواح کے ہمسائے، آبادی کے لوگ، جو پہلے دن کی کارروائی اور برادری کی ٹھکائی کے گواہ تھے۔ وہ سب جمع، مولانا کی برأت آئی، دو ایکڑ دور تازہ ہل لگی زمین پر بیٹھ گئے۔ مولانا کے والد صاحب گئے۔ بچی کو ان کے والد صاحب اور چند مستورات کے ساتھ لے کر آئے۔ برأت دلہا سمیت اس شان سے بخیر وخوبی مطلب نکال کر واپس ہوئی۔ اب مولانا کریم بخش نے اپنی اہلیہ کو سمجھایا کہ آپ کے والد میرے ماموں ہیں۔ باپ کی جگہ ہیں۔ دونوں طرف سے غلطی ہوئی۔ آپ میرا ساتھ دیں کہ ہمیشہ کے لئے رنجش ختم ہو۔ وہ نیک خاتون، فرشتہ سرشت، مان گئیں۔ علاقائی رسم کے

مطابق اگلے دن دلہن نے واپس والدین کے ہاں ستہ واڑہ پر جانا تھا۔ والد صاحب، والدہ صاحبہ آئے تو خاتون نے ان کو سمجھایا کہ اپنے میاں کے بغیر میرا جانا مناسب نہیں آپ غصہ تھے رخصتی نہ کرتے۔ رخصتی کردی تو وہ آپ کے داماد ہیں۔ ان کے بغیر اکیلے میں نہیں جاؤں گی۔ ساس صاحبہ سسر صاحب نے مولانا کو ہمراہ لیا اور کل شام برأت جس گھر میں نہ جاسکی تھی اگلی شام اس گھر میں صدر نشین کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ سب راضی، اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے چار بیٹیاں دیں۔ وہ دن جائے آج کا دن آئے دونوں خاندانوں میں کوئی تنازعہ نہیں ہوا۔ بگڑے کھیل کو یوں چٹکی میں حل کرلیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ!

۱۲...... مولانا کریم بخش صاحب کی اہلیہ سے بچے ہوئے، ٹھیک رہیں کچھ عرصہ بعد بیمار ہوگئیں دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ عامل کہیں جادو ہے۔ تعویزوں والے کہیں کہ جنات ہیں۔ ڈاکٹر کہیں بیماری سمجھ نہیں آتی۔ مولانا کے لئے بہت الجھن ہوگئی۔ سالہا سال تک اس صورت حال کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی، آخر تھک گئے۔ گھریلو حالات نے بہت ہی الجھا دیا۔ والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ بھائی علیحدہ ہوگئے۔ آپ کی زمینداری متاثر ہوئی۔ زمین کی عدم دیکھ بھال سے مالی نقصان بھی ہونا شروع ہوگیا۔ تو مجلس سے رفتہ رفتہ اجازت لے لی۔ آپ کی جگہ مجلس نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو وہاں بھیج دیا۔ مولانا گھر آگئے۔ لیکن تعلق کبھی منقطع نہ کیا۔ علی پور ختم نبوت کانفرنس قرب وجوار کے علاقائی پروگراموں میں بھرپور محنت وکامیابی کے لئے ساعی رہتے۔

۱۳...... گھر کا نظم تو کچھ ٹھیک ہوگیا اپنا اچھا مکان بھی بنالیا۔ بیٹی، بیٹے کی شادی سے بھی فارغ ہوگئے۔ لیکن صحت بگڑ گئی۔ ایک بھائی نے ''جن پتوں پر آشیانہ تھا انہوں نے ہوا دی'' کے بمصداق رشتوں کے مسئلہ پر طوطا چشمی کی تو مولانا بہت دل برداشتہ ہوئے۔ دیوار سے لگ گئے۔ مجھے ایک سفر میں ملے۔ گھر آنے کا وعدہ لیا۔ وعدہ کے باوجود ایفاء ارادہ کے باوجود تکمیل نہ کرپایا۔ ملتان جب آتے تو ملے بغیر نہ جاتے۔ اب ملتان آئے تو فون کیا کہ فلاں ہسپتال داخل ہوں۔ میں نے شام کو آنے کا دم بھرا۔ ضروری کام میں ایسا الجھا کہ بالکل بھول گیا۔ اگلے دن سفر کے لئے نکلا تو یاد آیا۔ حضرت مخدوم مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے صورت حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہو آؤں گا۔ مولانا کریم بخش آپ کے شاگرد تھے۔ مخزن العلوم میں آپ کے پاس پڑھتے رہے۔ آپ ان کو ملے کچھ روز گھر سے کھانا بھی ہسپتال بھجواتے رہے۔ میرا اندرون وبیرون ملک کا سفر رہا۔ بالکل یاد نہ رہا کہ مولانا کریم بخش کا کیا حال ہے۔ اب کراچی دفتر تھا فون آیا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ کل جنازہ ہے۔ کراچی سے حاضری مشکل تھی۔ دفتر فون کیا تو معلوم ہوا کہ مرحوم کی وصیت تھی کہ میرا جنازہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری پڑھائیں۔ آپ تشریف لے گئے۔ جنازہ پڑھایا۔ ہزاروں کا اجتماع تھا۔ گھریلو عام قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائیں۔ ان کی وسیأت سے درگذر فرمائیں۔ ان کی حسنات پر اجر جزیل نصیب ہو۔ مولانا کے عزیزان سے بہت ہی ہمدردی کے اظہار کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ ویسے بھی کہانی دراز ہوگئی ہے اور خود بھی تھک گیا ہوں۔

مولانا قاری محمد اسجدؒ مدنی کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

جامع مسجد کبیر ریلوے اسٹیشن نواب شاہ کے خطیب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے رہنما حضرت مولانا قاری محمد اسجد مدنی ۲۵ رستمبر ۲۰۰۷ء مطابق ۱۲رمضان ۱۴۲۸ھ بروز منگل مغرب کے وقت انتقال فرماگئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا قاری محمد اسجد مدنی، حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ جامعہ حسینیہ شہداد پور، مدینۃ العلوم ٹنڈو آدم میں قرآن مجید اور کتب کی تعلیم حاصل کی۔ دارالہدیٰ ٹھیڑی سے دورہ حدیث شریف کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد والد صاحب کے حکم پر سعید آباد میں خطیب مقرر ہوگئے۔ ایک بار مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نواب شاہ تشریف لے گئے تو مولانا دوست محمد مدنیؒ نے مولانا قاری محمد اسجد کا ہاتھ پکڑ کر حضرت مجاہد ملتؒ کے ہاتھوں میں دیا کہ یہ ختم نبوت کی امانت ہیں۔ اب آپ قبول فرمائیں۔ دونوں بزرگوں کی یہ ادا اللہ رب العزت کے ہاں ایسی قبول ہوئی کہ مولانا قاری محمد اسجدؒ صاحب اس دن سے دم آخریں تک جہاں رہے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے منادر ہے۔

مولانا قاری محمد اسجد مدنی صاحب کو والد گرامی نے اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں اپنے ہاں جامع مسجد کبیر ریلوے اسٹیشن نواب شاہ میں بطور خطیب کے بلالیا۔ والد گرامی کی وفات (۲۰۰۴ء) کے بعد مستقل آپ یہاں خطیب مقرر ہوگئے۔ بڑے بھائی قاری محمد ارشد مدنی منوں آباد مدنی مسجد میں خطیب ہیں۔ چھوٹے بھائی قاری محمد امجد بطور نائب خطیب وامام کے ریلوے مسجد کبیر میں فرائض سرانجام دیتے رہے۔ قاری محمد اسجد مدنی صاحب نواب شاہ ضلع اور ٹنڈو آدم میں مجلس کے کاموں میں بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔ ملتان، چناب نگر کی ختم نبوت کانفرنسوں میں ہمیشہ شرکت فرماتے۔ ہر سال رائے ونڈ کے اجتماع سے واپسی پر ملتان دفتر مرکزیہ تشریف لانا آپ کا معمول تھا۔ اس کے بعد آبائی گاؤں ریتڑہ ضلع ڈیرہ غازی خان تشریف لے جاتے۔ واپسی پر پھر ملتان دفتر تشریف لاکر عازم نواب شاہ ہوئے۔

قاری محمد اسجد صاحب ملنسار، خوش اخلاق، متحمل مزاج، عالم دین تھے۔ گذارش ہے، عرض کرتا ہوں، سے ہمیشہ بات کا آغاز کرتے۔ زندگی بھر ترش روئی کو قریب نہیں پھٹکنے دیا۔ دینی مدارس کی امداد کے سلسلہ میں تمام مدارس کے سفراء کے ساتھ چلتے اور اس کو وہ دین کی خدمت سمجھتے تھے۔

قاری محمد اسجد مدنی صاحب نے شادی کی۔ اس سے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ چند سال ہوئے عقد ثانی کیا۔ مگر اس سے اولاد نہ ہوئی۔ قاری محمد اسجد سراپا خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ کھلا چہرہ، گندمی رنگ سفید داڑھی اس پر حناء کا رنگ کرتے۔ ہر کسی کو عزت دیتے۔ جس سے آپ کی ہردلعزیزی میں بہت اضافہ ہوا۔

۲۴، ۲۵ رستمبر کی درمیانی شب ۲ بجے کے قریب بلڈ پریشر کا اٹیک ہوا۔ دماغ کی شریانیں متاثر ہوئیں۔

ہسپتال داخل کئے گئے۔ ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوشش کی۔ لیکن ۲۵ ستمبر مغرب کے قریب داعی اجل کو لبیک کہا۔ اگلے روز جنازہ ہوا۔ پورا شہر گردونواح کا دینی حلقہ شریک جنازہ ہوا۔ برادر اکبر مولانا محمد ارشد مدنی کی امامت میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور عام قبرستان میں والد گرامی کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔

آپ کے بھائی قاری محمد امجد کو مسجد کی انتظامیہ نے خطیب وامام اور آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی عطاء الرحمٰن کو جو درجہ رابعہ میں پڑھ رہے ہیں، نائب امام وخطیب مقرر کیا۔ باقی صاحبزادے بھی زیر تعلیم ہیں۔ اللہ رب العزت ان تمام کو اپنے باپ دادا کے علوم کا وارث بنائیں۔ ان کی وفات کا سانحہ ان کے خاندان کے لئے عظیم سانحہ ہے۔ حق تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس سانحہ میں ان کی اولاد، اہلیہ، بھائیوں سب سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ رمضان المبارک کے درمیانی عشرہ، عشرہ مغفرت میں وفات، زہے نصیب۔ کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام ۰ صدق الله العظیم!

مرزائیت کا چہرہ!

اشتیاق احمد

مرزائیت کا چہرہ اس تحریر کے آئینے میں کس قدر صاف نظر آتا ہے...... پڑھیے اور حیران رہ جایئے:

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقت الوحی کے ص ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ:

’’اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں۔ یعنی ابتداء ان کی کفار کی طرف سے تھی اور کفار عرب اپنے حملوں سے باز نہیں آتے تھے۔ اس خوف سے کہ مبادا دین اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بناء پر آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا۔ تا مظلوموں کو ان فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں۔ مگر اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ پھر بھی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور آنجناب پر ایمان لانا کچھ شرعی نجات نہیں۔ صرف اپنے طور پر خدا کو واحد لاشریک سمجھو۔ گو آنحضرت ﷺ کے مکذب اور مخالف اور دشمن رہو اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ انہیں اپنا سردار اور پیشوا مانو تو اس سے اس قدر خون ریزی کی نوبت نہ آتی‘‘ بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لاشریک سمجھتے تھے؟ کیا وجہ کہ ان سے لڑائیاں کی گئیں۔ یہاں تک کہ بعض موقعوں پر کئی ہزار یہودی گرفتار کر کے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر حرف توحید نجات کے لئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ مخواہ لڑائیاں کرنا اور ان میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ اس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت ﷺ کو قرآن کا علم نہ تھا۔ ان الفاظ کو پڑھیے اور مطالعہ کیجئے گا۔ چہرہ صاف نظر آرہا ہے یا نہیں؟۔‘‘

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ٹنڈوآدم میں دفاع ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوآدم کے زیراہتمام ۷؍ستمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد ایم۔اے جناح روڈ پر عظیم الشان ''دفاع ختم نبوت'' کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری عبدالرحمان السدیسی نے حاصل کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی نے کانفرنس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی۔ افتتاحی خطاب جمعیت علمائے اسلام کے راہنماء محمد عثمان سموں نے فرمایا۔ ان کے بعد حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی، میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی، ''دارالافتاء ختم نبوت'' کراچی کے مفتی عبدالقیوم دین پوری، مفتی حفیظ الرحمان رحمانی، مفتی محمد طاہر مکی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی نگرانی جرنیل ختم نبوت حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے کی۔ صدارت جانشین شہید ختم نبوت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر اور مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت مفتی سعید احمد جلالپوری فرمارہے تھے۔

کانفرنس میں ہر سال سے کئی گنا زیادہ مسلمانوں نے شرکت کی۔ کراچی سے مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم رانا محمد انور، مولانا مفتی فخرالزمان، وکیل ختم نبوت جناب منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ، سانگھڑ سے وکیل ختم نبوت ظفر حیات تنولی، مجاہد اللہ دتہ چانڈیو اپنی بہت بڑی جماعت سمیت، گوٹھ راجو مری ختم نبوت کے امیر بہادر خان مری اپنی بہت بڑی جماعت سمیت، مٹھو کھوسو گوٹھ کے امیر حاجی قادر داد کھوسو اپنی پوری جماعت سمیت تشریف لائے۔ ٹنڈوآدم کے شہریوں کے علاوہ گاؤں گوٹھوں سے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صدر کانفرنس حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری نے فرمایا کہ قادیانی اسلام کی مخالفت میں اس پست سطح پر اتر آئے ہیں کہ وہ تمام اسلامی ممالک پر برطانیہ کا تسلط دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انگریزی حکومت ان کے خودساختہ مہدی کی تلوار ہے۔ قادیانیت کی اسلام سے بغاوت اور پھر اسلام دشمنی کے گھٹیا کردار کو دیکھ کر مصور پاکستان علامہ اقبال نے اس وقت کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت تسلیم کرے۔ لیکن انگریزوں نے اپنے خودکاشتہ پودے کے حق میں یہ مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ قیام پاکستان کے بعد ملکی حالات بہت کمزور تھے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے اپنے جامہ سے پاؤں باہر نکالنا شروع کردیئے اور پورے پاکستان کو کم ازکم بلوچستان کو قادیانی بنانے کا پروگرام بنادیا۔ اس پلاننگ سے مسلمان مشتعل ہوگئے اور ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی اور وہی مطالبہ کیا جو علامہ اقبالؒ نے انگریزوں سے کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ لیکن اس وقت کی حکومت پر قادیانیوں کا گہرا تسلط تھا۔ اس لئے حکومت نے نہ صرف یہ مطالبہ ٹھکرادیا بلکہ فوجی طاقت سے اس تحریک کو کچل دیا۔ شہیدان ختم نبوت سے نہ صرف بازار اور سڑکیں لالہ زار ہوئیں۔ بلکہ راوی دریا کی موجیں ان لاشوں کا مدفن بنیں۔ بالآخر ۱۹۷۴ء میں ان ہزاروں عاشقان

مصطفےٰ کا لہو رنگ لایا اور مسلسل تیرہ دن کی کارروائی کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے میں حضرت مفتی محمودؒ فرمایا کرتے تھے نہ حزب اختلاف کا کردار ہے اور نہ حزب اقتدار کا۔ بلکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں پاکستان کے تمام غیور مسلمان کا کردار ہے اور اس تحریک کی کامیابی کا سہرا بلا مبالغہ ۱۹۵۳ء میں ناموس رسالت پر اپنا لہو پیش کرنے والے ان مسلمانوں کے سر ہے۔ جن کے مقدس لہو کی خوشبو آج بھی اہل دل کو لاہور کے مال روڈ سے محسوس ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آج کا دن مسلمانان پاکستان کے لئے حقیقت میں یوم دفاع پاکستان سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ بے شک پاک فوج کے وہ جوان جنہوں نے اپنے جسم سے بم باندھ کر ہندو ٹینکوں کے آگے خود کو ڈال دیا۔ ہزاروں سلام کے مستحق ہیں۔ مگر اس سے کہیں زیادہ سلام کے مستحق وہ شہید ہیں جنہوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان کارزار میں نکل آئے اور پاکستان کا مطلب ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے تحفظ کی خاطر اپنے سینے کو گولیوں سے چھلنی کروا دیئے۔ ہم ان شہدائے ختم نبوت کو لاکھوں سلام پیش کرتے ہیں اور اس دن کے حوالے سے عزم کرتے ہیں کہ ناموس رسالت پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں گے۔ مولانا نے کہا کہ حکومت کی پالیسی قادیانیوں سے متعلق انتہائی تشویش میں ڈالنے والی ہے۔ جسے مسلمان کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ مسلمان کے لئے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی شے عظیم نہیں۔ ناموس رسالت پر کوئی سودے بازی برداشت نہیں کی جائے گی۔ یہ بھی شنید ہے کہ حکومت ''توہین رسالت'' کے آئین میں ترمیم کرنے کا پلان بنا چکی ہے۔ لیکن اس سے قبل حکومت خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ یہ مسئلہ کالا باغ، یا تھل کینال، یا مہنگائی اور بے روزگاری کا نہیں۔ اس مسئلے پر جتنی مزاحمت کا سامان کرنا پڑے گا حکومت اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اگر ذہن کے کسی کونے میں یہ پلان ہے بھی تو اسے حکومت نکال دے، کانفرنس سے سندھ کے مایہ ناز خطیب، شیریں بیاں مولانا عبدالرزاق میکھو نے آخری خطاب کیا اور دعاء فرمائی، کانفرنس میں قرارداد پیش کرتے ہوئے مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔ ۷ ستمبر کو یوم دفاع ختم نبوت کے حوالے سے سرکاری سطح پر منایا جائے اور پاکستان کی قومی اسمبلی ہال میں اس حوالے سے کانفرنس رکھی جائے اور عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔ توہین رسالت کے جتنے مقدمات قادیانی حربوں کی وجہ سے التواء کا شکار ہیں۔ سپریم کورٹ از خود نوٹس لے کر انہیں جلدی نمٹانے کا آرڈر جاری کرے۔ دینی مدارس میں بے جا مداخلت بند کی جائے۔ شہدائے ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد خانؒ، حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔

کانفرنس میں قائد تحریک ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت شیخ المشائخ خواجہ مولانا خان محمد دامت برکاتہم العالیہ اور نائب امیر حضرت مخدوم المشائخ مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کو ان کی پیرانہ سالی میں تحریک کی کمان کرنے پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ جب کہ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری،

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور حضرت علامہ احمد میاں حمادی کو توہین رسالت کے مقدمات میں مسلمانوں کی جانب سے پیروی کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

کانفرنس کی انتظامی امور کی ذمہ داری مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر حاجی محمد اسلم مغل، نائب امیر حاجی محمد جمیل آرائیں، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، ناظم تبلیغ قاری دھنی بخش لاشاری، ناظم نشرواشاعت حافظ محمد فرقان انصاری، خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ اور مجلس کے بنیادی اراکین دائم الدین ابڑو، محمد ہاشم بروہی، ماسٹر خیر محمد کھوسو، عبدالکریم بروہی، محمد محرم علی راجپوت، منیر بروہی، محمد بلال بھٹی، محمد کمال چوہان، محمد طارق چانگ، محمد عمیر شیخ، محمد راشد بلوچ، مجاہد محمد عامر، حاجی محمد عمر جونیجو، سید ضیاء الدین شاہ، محمد رمضان خان، حافظ محمد طارق حمادی، حافظ محمد زاہد حجازی، ڈاکٹر عبدالوحید سہتو، سلیم بلوچ، مرید بلوچ، شیر محمد بلوچ سمیت دیگر کارکنان نے سنبھال رکھی تھی۔

جب کہ کانفرنس میں جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم ٹنڈو آدم کے شیخ الحدیث مفتی عبدالحی بروہی، مفتی محمد امان اللہ بلوچ، مفتی محمد یعقوب مگسی، جمعیت علمائے اسلام کے حاجی محمد ہاشم خاصخیلی، قاری محمد عباس خاصخیلی، تعلقہ ناظم چاچا غلام مرتضٰے جونیجو، حافظ ظہور احمد انڈھڑ، حافظ رفیع الدین انڈھڑ، مولانا قاری بہاؤالدین ذکریا ہالیجوی، حاجی محمد اسماعیل آرامشین والے، قاری محمد امان اللہ خاصخیلی، ملا محمد عمر مجاہد چانڈیو سمیت تمام ٹنڈو آدم کی پولیس وسول انتظامیہ نے بھرپور انداز میں شرکت کی اور اس سال ''یوم دفاع ختم نبوت'' کانفرنس میں گذشتہ کئی سالوں سے حاضرین کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی۔

ختم نبوت کانفرنس کوئٹہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کوئٹہ میں یوم تشکر کے سلسلے میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس کے آخر میں ایک اعلامیہ جاری کیا ہے کہ آئندہ انتخابات میں مسلمان کسی قادیانی نواز امیدوار کو ووٹ نہ دیں۔ علماء کرام مساجد میں مسلمانوں سے حلف لیں کہ وہ کسی ایسے امیدوار کو ووٹ نہیں دیں گے۔ جو ۱۹۷۳ء کے آئین سے تحفظ ختم نبوت اور توہین رسالت کو قانون کو حذف کرانے چاہتے ہوں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام یوم تشکر کے سلسلے میں ۸/ستمبر ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ کو بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ہوئی۔ جس میں خطیب العصر مولانا عبدالغفور مینگل، مولانا عبدالواحد، مولانا انوار الحق حقانی، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا قاری عبداللہ منیر اور دیگر علماء نے خطاب کیا اور کہا کہ ۷/ستمبر تاریخی قومی دن ہے۔ جس دن ۹۰ سالہ جدوجہد کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیت کے ناسور کو آئینی نشتر کے ذریعے امت مسلمہ کے جسد سے کاٹ دیا تھا۔ لیکن انہوں نے پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کیا اور سازشوں میں معروف ہیں۔ قادیانی امریکہ اور عالم کفر کے وسائل کے بل بوتے پر مسلمانوں کے خلاف نت نئے منصوبے بنا رہے ہیں۔ سازشیں کر رہے ہیں اور الیکٹرونک میڈیا سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور این جی اوز کے ذریعے پر پرزے نکال رہے ہیں۔ علماء نے کہا کہ ایک سازش کے تحت اقوام متحدہ کے تمام اداروں میں قادیانی اہم عہدوں پر تعینات ہیں۔ یہ نائن الیون کے واقعہ کے بعد پاکستان کی نظریاتی

وجغرافیائی سرحدات اور قومی مفاد کے خلاف امریکی فرمانوں کا سلسلہ جاری ہے۔ امریکہ کے ایماء پر حکمران ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور توہین رسالت کا قانون ختم کردیا جائے اس سے قبل حکمرانوں نے حدود آرڈیننس کو غیر مؤثر بنادیا ہے۔ امریکی دفتر خارجہ مسلسل توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کے لئے کوشاں ہے۔ پاکستان کے تمام وزرائے خارجہ جس میں سابقہ وزیر خارجہ سردار آصف، اقبال حیدر، خالد انور شامل ہیں۔ جو اپنے غیر ملکی دوروں میں اس قانون کو ختم کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ گذشتہ سال مسلم لیگ کے مرکزی جنرل سیکرٹری سینیٹر مشاہد حسین نے فرانس میں کہا تھا کہ مناسب وقت میں توہین رسالت کا قانون ختم کردیا جائے گا اور ان حالات میں مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چوکس رہیں۔ آئندہ انتخابات میں کسی قادیانی نواز اور قانون توہین رسالت ختم کرنے کے حامی امیدوار کو ووٹ نہ دیں۔ مسلمان اپنے حلقہ انتخاب میں امیدواروں سے حلف لیں کہ وہ اسلامی قوانین کو نہیں چھیڑیں گے۔ بالخصوص علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ مساجد میں مسلمانوں سے حلف لیں کہ کسی قادیانی نواز یا توہین رسالت کے قانون حذف کرنے کے حامی امیدار کو ووٹ نہیں دیا جائے گا۔ کانفرنس میں یہ اعلامیہ جاری کیا گیا کہ محب وطن سیاسی دینی جماعتیں اس سازش کو ناکام بنائیں۔ اس حساس مسئلہ پر اپنا کردار ادا کریں۔

حضرت مفتی شہاب الدین پوپلزئی کا ماہانہ درس قرآن

پشاور ٹاؤن ۳ کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ماہانہ درس قرآن حکیم آچینی کی مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ جس میں امیر مجلس مولانا مفتی محمد شہاب الدین صاحب پوپلزئی، جناب حاجی نظام اللہ صاحب، جناب عنایت گل صاحب نے شرکت کی۔ حافظ عابد صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن حکیم کے بعد جناب مفتی صاحب نے درس قرآن حکیم ارشاد فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے اکابر نے بحیثیت جماعت وطن کی آزادی اور حکومت برطانیہ کے خلاف جدوجہد میں بھرپور انداز میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ قید و بند اور ہر قسم کی مشکلات اور تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور آج بھی یہ بات ہمارے ہی اکابر کے متعلق کہی جاتی ہے کہ ان کی زندگانی کچھ جیل میں اور کچھ ریل میں گزری۔ الحمدللہ! ان اکابرین کے خدام اپنے اسلاف کے طریقہ کار کو مشعل راہ بناتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کا پرچم اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے مرشد العلماء والصلحاء حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ امیر مجلس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی اور ان کی قیادت میں منکرین ختم نبوت قادیانی غیر مسلموں کے کفریہ ارتداد سے امت مسلمہ کے ایمانوں کو بچانے کی خاطر مجلس کے مبلغ اور علماء کرام اہل اسلام کے مکمل تعاون سے اندرون اور بیرون ملک فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں شب وروز سرگرم عمل ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ قادیانیت کے کفر کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

حضرت مفتی صاحب نے قرآن حکیم اور احادیث نبویہ سے دلائل قطعیہ کے ساتھ واضح کیا کہ ہمارے آقاء سید الکونین امام الانبیاء محمد عربی (فداہ ابی وامی) ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت

کرنے والا اور اس کے پیروکار مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور رسول عربی خاتم النبیین کے ارشاد کے مطابق آپ ﷺ کی امت میں تیس بڑے بڑے دجال اور کذاب مدعیان نبوت پیدا ہوں گے۔ انہی کذابوں میں سے قادیان کا بدکردار بدصورت بشر کی جائے نفرت مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس قادیانی کے فتنہ ارتداد کے خلاف آج ہم اس مسجد میں جمع ہوئے ہیں۔ مفتی صاحب نے مرزا کذاب قادیان کے کفریہ عقائد بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے دین کو ایک کھیل اور تماشا بنایا ہوا ہے۔ نبوت اور رسالت کے ارفع اور اعلیٰ مقام کو ظلی بروزی اور کسی رنگ دے کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی سعی نامراد کر رہے ہیں۔ ختم نبوت کا انکار قادیانی نبوت کا اقرار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین، ظلم کی حد ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی گستاخیاں، انبیاء علیہم السلام کی شان اقدس میں خرافات اور پھر سیدالکونین امام الانبیاء خاتم النبیین محمد عربی (فداہ ابی وامی) ﷺ کے متعلق بکواس کا وہ طوفان بدتمیزی جس کی ابوجہل اور شیطان لعین بھی جرأت نہ کرسکا اور اس پر پاکستان کے کلیدی عہدوں پر قبضہ کرتے ہوئے پاکستان کے آئین، جس میں قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت ہوچکی ہے اور اس کفر کا پرچار آئین سے بغاوت کے زمرے میں آتا ہے اور قانون کی اس کھلم کھلا خلاف ورزی حکومت کی خاموشی سمجھ سے بالا ہے۔ اس قسم کی حرکتیں ناقابل برداشت ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے کہا کہ ایسے حالات میں بحیثیت مفتی میں یہ شرعی فتویٰ دیتا ہوں کہ مسلمان عشق رسول عربی ﷺ کا عملی ثبوت دیتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کریں۔ یہ بائیکاٹ ہر کلمہ گو مسلمان پر فرض ہے۔ مفتی صاحب نے مسجد میں اور مسجد کے احاطہ سے باہر جمع مسلمانوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ سب بائیکاٹ کے لئے تیار ہیں۔ تو سب مسلمانوں نے اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کی گونج میں ہاتھ اٹھا کر قادیانیوں سے ہر قسم کے بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ غیر قانونی اقدامات سے گریز کرتے ہوئے قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے قادیانیوں سے سوشل بائیکاٹ کی اس مہم کو جاری رکھیں۔

آخر میں حضرت مفتی صاحب نے مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے مرزا قادیانی کے اس اعلان کی دھجیاں اڑائیں۔ جس میں مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام دینے کا اعلان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جہاد ہمارے نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور یہ ایسی سنت ہے کہ اس کی مثال کسی اور مذہب میں قطعی نہیں اور جہاد میرے آقا ﷺ کے فرمان کے مطابق قیامت تک جاری رہے گا۔ جہاد مظلوم کی حمایت اور امداد کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ قبلہ اوّل پر یہودیت کا قبضہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر حملے کی دھمکی کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی پکار پر بھی اگر کوئی جہاد کے متعلق کسی بھی قسم کا انکار کرے یا رکاوٹ بنے تو پھر اس کے ایمان میں شک ہے۔ مفتی صاحب نے زور دے کر فرمایا حالات اور واقعات کا تقاضا ہے کہ مسلمان مکمل اسلامی اتحاد کو قائم کرتے ہوئے ایک سیسہ پلائی دیوار کی صورت متحد ہوکر کفر کے مقابلہ میں جہاد کی تیاری کریں۔ موجودہ حالات میں جہاد ہی میں اسلام کی حفاظت اور ملک کی بقاء کا راز پوشیدہ ہے۔ آخر میں دعاء کی گئی اور آئندہ ماہانہ درس قرآن سعید ڈھیری میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں مجلس کا مطبوعہ لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

مدیر لولاک صاحبزادہ طارق محمود کی یاد میں پہلا تعزیتی جلسہ!

محمد ندیم

گذشتہ روز خطیب ختم نبوت صاحبزادہ طارق محمودؒ شب برأت کے موضوع پر جامع مسجد محمود میں خطبہ جمعہ دے چکے تھے۔ استقبال رمضان پر خطبہ جمعہ کی تیاری و انتظار میں تھے کہ فرشتہ اجل نے ان کا آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ وہ ''مدرسہ محمود'' سے ''مسجد محمود'' کی طرف آتے ہوئے اچانک حرکت قلب بند ہوجانے سے ۱۲ر ستمبر ۲۰۰۶ء کی دوپہر کو اس جہان فانی سے کوچ کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ابھی ہم لوگ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ پلک جھپکنے میں سال بیت گیا۔ آج پھر شب برأت گزر چکی۔ رمضان المبارک سر پر آ پہنچا، صاحبزادہ طارق محمود مرحوم کو ہم سے بچھڑے ایک سال بیت گیا۔ دوسرے صوبوں سے آنے والے احباب کی آمد و واپسی کی سہولت، رمضان المبارک کی آمد کے پیش نظر ان کے صاحبزادوں صاحبزادہ شاہد محمود، صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، صاحبزادہ حافظ فہد محمود نے ۹ر ستمبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار کو اپنے ابو کی یاد میں پہلے تعزیتی جلسہ کا اہتمام، ظہر تا عصر جامع مسجد تاج محمود ریلوے کالونی فیصل آباد میں کیا۔

موسم کی حدت وشدت کے پیش نظر مسجد کے صحن میں شامیانوں اور دریوں، ٹھنڈے پانی اور آنے والے ہر خاص وعام کے لئے پر تکلف کھانے کا انتظام کیا۔ پروگرام کے مطابق بعد دوپہر ایک بجے سے دو بجے تک مدیر لولاک، خطیب ختم نبوت جناب صاحبزادہ طارق محمودؒ کے لئے قرآن خوانی ہوئی۔ نماز ظہر کے فوراً بعد ٹھیک اڑھائی بجے تعزیتی جلسہ کا آغاز موصوف کے سب سے چھوٹے زیر تعلیم بیٹے صاحبزادہ حافظ فہد محمود کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

یہ تعزیتی جلسہ ۱۴۰ منٹ تک جاری رہا اور کوئی پونے پانچ بجے کے قریب مولانا محمد اشرف ہمدانی اور ان کی خصوصی خواہش صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد کی دعاء کے ساتھ ختم ہوا۔ خواجہ صاحب خصوصی طور پر اس پروگرام میں حضرت امیر مرکزیہ کی طرف سے نمائندگی کے لئے تشریف لائے تھے۔ سیاسی و مذہبی قائدین اور احراری کارکنوں کی کثیر تعداد نے خصوصی شرکت فرمائی۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا ضیاء الدین آزاد نے سرانجام دیئے۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے فرمائی۔ ان کے صدارتی خطبہ کے علاوہ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد رفیق جامی، صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، مولانا عبدالرشید انصاری، مولانا ضیاء الدین آزاد، جسٹس ریٹائرڈ احمد سعید اعوان، انجمن تاجران کے راہنما شیخ محمد بشیر اور نائب مدیر لولاک محمد ندیم نے خطاب فرمایا۔

جبکہ معروف احراری کارکن جناب غلام رسول نیازی، رانا فضل محمد خاں، جناب اقبال فیروز، حضرت مولانا صابر سرہندی اور دیگر حضرات زینت سٹیج تھے۔

پروگرام کے آغاز کے ساتھ ہی تیز بارش کا آغاز ہوگیا۔ جس سے موسم تو خوش گوار ہوگیا اور صاحبزادہ صاحب کی تعزیت کرنے والوں میں آسمان بھی شامل ہوگیا۔ لیکن بارش نے مہمان محمود کی آمد کو قدرے متاثر کیا۔ نصیر احمد آزاد، خلیل کمتر، عیسیٰ بھٹی، شفیق احمد نے بھی خصوصی شرکت کی۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج ہم ایک فرد کے لئے جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ اس مسجد کو اور اس خاندان کو تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے جو اہم مقام حاصل ہے اس کی وجہ سے حاضر ہوئے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں لاہور اور کراچی کے بعد یہ تحریک کا تیسرا بڑا مرکز تھا۔ صاحبزادہ طارق محمود نے اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے حلقہ یاراں کو مزید وسعت دی اور اپنے باپ سے تین چار قدم آگے بڑھ کر کام کیا۔ ہماری خواہش ہے کہ اللہ ان کے صاحبزادوں میں سے کسی ایک کو ’’طارق محمود‘‘ بنائے۔

مولانا اللہ وسایا نے فرمایا کہ میں تو حضرت مولانا تاج محمودؒ کا نوکر اور غلام تھا۔ صاحبزادہ طارق محمود میرے بھائی اور میرے مربی کے بیٹے تھے۔ انہوں نے والد محترم کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

مولانا محمد رفیق جامی نے اپنے مخصوص انداز میں ’’موت‘‘ کے عنوان پر خطاب فرمایا اور صاحبزادہ طارق محمود کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا۔

مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کے حضرت مولانا تاج محمود مرحوم کے ساتھ خصوصی تعلقات اور پھر صاحبزادہ طارق محمود کے مولانا قاسمی کے ساتھ تعلقات اور پھر اپنے اور صاحبزادہ طارق محمود کے ساتھ رفاقت، مشاورت اور تعلقات کی داستان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے بزرگوں کی روایت کو نبھاتے ہوئے میں بھی مدیر لولاک کے صاحبزادوں کے ساتھ شانہ بشانہ چلوں گا۔ ان کے صاحبزادے جب بھی حکم فرمائیں گے ہمیں اپنا رضا کار پائیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ صاحبزادہ صاحب اور میں ایک دوسرے کے جلسوں جلوسوں کے مہمان خصوصی ہوا کرتے تھے اور ایک دوسرے کے پروگراموں کی رونق وزینت ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرشید انصاری نے بھی اپنے مختصر خطاب میں مدیر لولاک کو خراج تحسین پیش فرمایا۔

شیخ محمد بشیر نے صاحبزادہ صاحب اور ان کے والد گرامی کے ساتھ اپنے تعلقات اور اس خاندان کی خدمات اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھ خصوصی تعلقات کا تفصیلی ذکر فرمایا کہ ۱۹۵۶ء سے ہمارے مولانا مرحوم کے خاندان سے گہرے تعلقات ہیں۔ میں نے صاحبزادہ طارق محمود کو حضرت امیر شریعتؒ، شورش کاشمیریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور دیگر اکابر کی شفقتوں تلے پلتے بڑھتے دیکھا۔ اسی وجہ سے اس فیض صحبت ونظر کی بناء پر صاحبزادہ طارق محمود اپنے باپ کے جانشین حقیقی بنے اور ان کی شہرت ملک بھر میں پھیل گئی۔ انہوں نے تقریر وتحریر کے ذریعے بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔

جسٹس ریٹائرڈ احمد سعید اعوان نے کہا کہ میں ایک احراری کا بیٹا ہوں اور اس خاندان سے میرے تعلقات

کی ایک تاریخ ہے۔ ابھی کل طارق محمود کی بارات کے ساتھ ہری پور ہزارہ گیا تھا۔ آج مولانا مرحوم کی بہو بھی بیوہ ہو چکی ہے۔ یہ نظام قدرت ہے۔ اس خاندان کی تحریک ختم نبوت کے لئے خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مسجد اور خاندان ہمیشہ اس تحریک کا مرکز رہے گا۔ ہماری شفقتیں مرحوم کے صاحبزادوں کے ساتھ رہیں گی۔

اس سے قبل صاحبزادہ طارق محمود کے تربیت یافتہ اور ہفت روزہ لولاک کے آخری نائب مدیر محمد ندیم نے حاضرین مجلس سے فرنگی زبان میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مدیر محترم نے ۲۳ برس کار نبوت سرانجام دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اتنی ہی مدت فریضہ رسالت سرانجام دیا۔ یہ عظیم نسبت رسول ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے مرحوم کے صاحبزادوں کی معاونت ومشاورت سے صاحبزادہ طارق محمود کی حیات وخدمات پر کئی کتب شائع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس سلسلہ کی پہلی کتاب اورنگزیب اعوان کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔ دوسری کتاب میری طرف سے زیر طبع ہے اور تیسری کتاب انشاء اللہ صاحبزادہ حافظ مبشر محمود کے نام نامی کے ساتھ شائع کی جائے گی۔ مدیر محترم کی قلمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں نائب مدیر لولاک محمد ندیم نے صاحبزادہ طارق محمود صاحب کے لئے دعاء کی کہ اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی قبر کو جنت کا باغ بنائے۔

مولانا ضیاء الدین آزاد نے بھی ہری پور ہزارہ سے ریلوے کالونی آ کر آباد ہونے والے اس خاندان کی خدمات کو بھرپور خراج تحسین پیش فرمایا۔

اس طرح عصر کے وقت یہ پروگرام حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی کے اختتامی کلمات اور حضرت خواجہ عزیز احمد کی دعاء کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔ بعد میں تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

روزنامہ ''نیا اجالا'' فیصل آباد نے اس موقع پر خصوصی باتصویر ایڈیشن شائع کیا۔

مرحوم کے صاحبزادہ کی محنت اور تحفظ ختم نبوت کے مشن کی خدمت کے صدقے علماء صحافی، طلباء، وکلاء، خطباء، اساتذہ، حفاظ کرام، جج صاحبان، پروفیسر صاحبان مدیروں اور کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت فرمائی۔ انفرادی واجتماعی طور پر تمام حاضرین نے خاندان محمود کی قبول پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔

صاحبزادہ شاہد محمود نے تعزیتی جلسہ کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر کے فرائض سرانجام دے کر اپنے ابو کی یاد تازہ کر دی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خان

۶ر ستمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا مفتی حسین احمد عرفان نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب، معاون امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھے۔ کانفرنس میں تلاوت قاری محمد عمر عثمان نے کی۔ نظم محمد کریم غفاری نے پیش کی۔ تقاریر حضرت مولانا قاضی عبدالحلیم، حضرت مولانا حافظ محمد طارق، جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی، مولانا عبدالستار حیدری، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے کی۔

زیر سرپرستی
مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عظیم خوشخبری

زیر سرپرستی
حضرت سید **نفیس الحسینی** صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی، چناب نگر

ضلع جھنگ میں عصری تعلیم اور شعبہ کتب کے کامیاب اجراء کا دوسرا سال، تجربہ کار، ماہر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اساتذہ کرام کی زیرنگرانی، دینی اور عصری تعلیم کا حسین امتزاج، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ''مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر'' میں باقاعدہ عصری تعلیم اور وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے مطابق درس نظامی کا اجراء گزشتہ سال ہوچکا ہے، جس میں درج ذیل شعبہ جات الحمدللہ! بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

☆ شعبہ حفظ وناظرہ کی متعدد کلاسیں، تجربہ کار قرأ کرام کی زیرنگرانی

☆ شعبہ نرسری تا پرائمری ☆ مڈل ☆ میٹرک

☆ شعبہ کتب میں درجہ متوسطہ کے تینوں درجات اور درجہ اولیٰ صرف ونحو، ثانویہ عامہ تک ادارہ ہذا میں قیام وطعام اور علاج ومعالجہ، کتب اور کاپیوں کی مفت فراہمی اور طلباء کو معقول ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے اور ہر طالب علم کی تعلیم وتربیت پر خصوصی اور انفرادی توجہ دی جاتی ہے۔ داخلہ کے خواہش مند طلباء کرام 7 شوال المکرم 1428ء تا 15 شوال المکرم تک اپنے والد یا سرپرست کے ہمراہ تشریف لائیں۔

نوٹ: داخلے کے خواہشمند طلباء اپنے والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

رابطہ کے لیے: **مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ**
چناب نگر: 047-6212611, 0301-7972785, 0304-4473036

منجانب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4514122

سہ ماہی ردقادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال بھی

یکم ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ''جیداً جداً'' میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکائے کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علمائے کرام توجہ فرمائیں!

☆ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ تک درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔

☆ فوٹو کاپی وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی ناظم تبلیغ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادیِ لانبی بعدی — ختمِ نبوت زندہ باد

26 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ

1 2 نومبر 2007

جمعرات - جمعۃ المبارک

زیرِ صدارت

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مہمانِ خصوصی

حضرت سید **نفیس الحسینی** صاحب مدظلہ العالی

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ — سیرۃ خاتم الانبیاء — مسئلہ ختمِ نبوۃ

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام — عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیتؓ — اتحادِ اُمت

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان: 061-4514122 چناب نگر: 047-6212611